تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

بانی : اقتدار احمد مرحوم

۱۷ تا ۲۴/ ستمبر ۱۹۹۸ء

مدیر : حافظ عاکف سعید

شیطان کا حربہ!

"درحقیقت یہ شیطان ہی ہے' جو تمہیں خوف زدہ کرتا ہے اپنے دوستوں سے تو (اے مسلمانو) تم ان سے نہ ڈرو' مجھ سے ڈرو' اگر تم صاحب ایمان ہو!" (سورۃ آل عمران : ۱۷۵)

قرآن خوف' گھبراہٹ اور جزع فزع کی علت سے پردہ اٹھاتا ہے۔ یہ شیطان ہی ہے' جو یہ کوشش کرتا ہے کہ اس کے دوست خوف و رعب کا مرکز قرار پائیں۔ وہ ان پر قوت اور ہیبت کا لباس زیب تن کرتا ہے تاکہ لوگ ان سے ڈریں۔ ضروری ہے کہ مومنین شیطان کی اس چال کو جان لیں' اس کی کوششوں کو ناکام بنادیں' ان کے اس دوستوں سے خوف نہ کھائیں' ان سے ڈرنے کے بجائے صرف اللہ سے ڈریں کیونکہ تنہا وہی قوی' سب پر غالب اور ہر شے پر قادر ہے۔ وہی اس قابل ہے کہ لوگ اس سے ڈریں۔ یہ شیطان ہی ہے جو اپنے دوستوں کی شان و شوکت کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتا ہے اور قوت اور طاقت کی خلعت ان کے زیب تن کرتا ہے اور دلوں میں یہ خیال بٹھاتا ہے کہ وہ طاقت و تدبیر کے حامل اور نفع اور نقصان کے مالک ہیں تاکہ ان لوگوں کے ذریعہ وہ اپنی خواہشات و اغراض کی تکمیل کرے اور ان کے ذریعہ زمین میں شر و فساد برپا کرے اور لوگوں کی گردنیں اور ان کے دل اس کے دوستوں کے آگے جھک جائیں اور پھر ان کے روبرو انکار کی کوئی آواز نہ اٹھ سکے اور کوئی شخص ان سے بغاوت کرنے اور انہیں شر و فساد سے روکنے کے بارے میں سوچ نہ سکے!

شیطان کی اسی میں مصلحت ہے کہ باطل اپنے پر پھلائے اور شر پھول کر ضخیم نظر آئے اور وہ طاقت ور' صاحب قدرت' غالب' زور آور اور جبار دکھائی دینے لگے' جس کے سامنے کوئی کھڑا نہ ہو سکے اور کوئی مقابلہ کرنے والا اس کے مقابل ٹھہر نہ سکے اور مخالفین میں کوئی اس پر غالب نہ آسکے۔ شیطان کی مصلحت اسی میں ہے کہ معاملہ ایسا ہی نظر آئے۔ خوف اور ہیبت کے پردے کے تحت اور تخویف اور قوت و زور آوری کے زیر سایہ اولیاء الشیطان زمین میں وہ سب کچھ کرتے ہیں جس سے شیطان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ یہ لوگ معروف کو منکر بنا دیتے اور منکر کو معروف' وہ فساد' باطل اور گمراہی کو پھیلاتے اور حق' ہدایت اور عدل کی آواز کو دباتے ہیں' وہ زمین میں "خدائی" کے مقام پر فائز ہو کر شر کی حفاظت کرتے اور خیر کو قتل کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ وہ اس طرح کرتے ہیں کہ کوئی شخص ان کا مقابلہ کرنے' ان کے رو در رو کھڑے ہونے' ان سے جنگ کرنے اور انہیں قیادت کے مقام سے ہٹانے کی جرأت نہ کر سکے۔ یہی نہیں' وہ اس بات کی بھی ہمت نہ کر سکے کہ جس باطل کو وہ رواج دے رہے ہیں اس کی قلعی وہ کھول دے اور جس حق کے چہرے کو وہ مسخ کر رہے ہیں' اسے کوئی روشن و تابناک بنا دے!

(سید قطب شہید کی تفسیر "فی ظلال القرآن" سے ایک اقتباس)

قیمت : 3 روپے

شمارہ : 36

منبر و محراب

بے نظیر ہوں کہ نواز شریف سب امریکہ کی "زلف گرہ گیر" کے اسیر ہو چکے ہیں!

سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنا خداداد ایٹمی صلاحیت کی ناشکری اور عملاً "سجدۂ سہو" کرنے کے مترادف ہے

محض تین بلین ڈالر کے عوض ایٹمی پروگرام کا سودا کرنا "قومے فروختند وچہ ارزاں فروختند" کے مصداق ہے

حکمران! "باغباں بھی خوش رہے اور راضی رہے صیاد بھی" کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں

مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کے ۱۱ ستمبر ۹۸ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

(مرتب : نعیم اختر عدنان)

میاں نواز شریف کی جانب سے ملک کے معاشی حالات درست ہونے کی امید افزاء خبر سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ سی ٹی بی ٹی کے حوالے سے سب کچھ طے کیا جا چکا ہے۔ اپوزیشن لیڈر محترمہ بے نظیر بھٹو پہلے ہی سے سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے کے حق میں ہیں۔ گویا اس معاہدے کے حوالے سے رکاوٹ ڈالنے والے اب بعض مذہبی عناصر ہی رہ جاتے ہیں' اور یہ مذہبی قوت زیادہ تر اسمبلیوں سے باہر ہے' چنانچہ جیسے کسی کو خیرات دے کر حاتم طائی کی قبر پر لات ماری جاتی ہے ویسے ہی اب پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں سی ٹی بی ٹی پر شمولیت اختیار کرنے کی منظوری حاصل کر کے جمہوریت کی قبر پر لات ماری جائے گی۔ گویا سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے سے پہلے محض ملمع چڑھانے کے لئے معاملے کو پارلیمنٹ میں لایا گیا ہے ورنہ قرائن بتاتے ہیں کہ شہباز شریف کے دورۂ امریکہ کے دوران سی ٹی بی ٹی پر سب کچھ طے پا چکا تھا اور قومی اسمبلی اور سینٹ میں بحث کے ذریعے محض "لیپا پوتی" کی جا رہی ہے۔

جہاں تک پاکستان کے ایٹمی پروگرام کا تعلق ہے' یہ محض سیاسی اور انتظامی معاملہ ہی نہیں خالص دینی معاملہ بھی ہے۔ دشمن کے مقابلہ کے لئے زیادہ سے زیادہ جنگی قوت اور سامان جنگ فراہم کرنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے واضح حکم کے ہوتے ہوئے سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنا اس حکم کی صریح خلاف ورزی ہے۔ ایٹمی پروگرام کے حوالے سے ہمیں ہر قسم کے دباؤ کو یکسر مسترد کر دینا چاہئے۔ لیکن اگر ہم سی ٹی بی ٹی پر دستخط کر دیتے ہیں تو یہ چیز خداداد ایٹمی صلاحیت کی ناشکری کے مترادف ہو گی۔ اس لئے کہ ایسا نہیں ہوا کہ پاکستان نے یہ صلاحیت اپنی منصوبہ بندی اور سائنس دانوں کی مسلسل ریسرچ سے حاصل کی ہو بلکہ ہمیں تو اللہ نے ایٹمی صلاحیت چھپر پھاڑ کر عطا فرمائی ہے۔ ڈاکٹر عبدالقدیر جیسے ماہر فن ایٹمی سائنسدان کو اللہ نے ہمارے پاس بھیج دیا حالانکہ سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں ہم اقوام عالم میں بہت پیچھے ہیں۔ جبکہ ہندوستان کے پاس اس میدان میں تربیت یافتہ سائنس دانوں کی بہت بڑی کھیپ اس شعبے میں کام کر رہی ہے۔ جنوبی ہندوستان کا بنگلور شہر اس وقت کمپیوٹر کے سازو سامان اور پروگرام کی تیاری کے حوالے سے بہت بڑا مرکز بن چکا ہے۔ اس کے باوجود پاکستان کا ایٹمی صلاحیت کے اعتبار سے بھارت کے شانہ بشانہ آ جانا یقیناً عطیۂ خداوندی ہے۔ کامیاب ایٹمی دھماکوں سے پورے عالم اسلام میں پاکستان کا امتیازی مقام نمایاں ہو کر سامنے آ چکا ہے۔ چنانچہ مشیت ایزدی میں عالم اسلام کی قیادت کا فرض پاکستان کو ادا کرنا ہے۔ لیکن اگر ہم نے ایٹمی پروگرام پر کوئی سودے بازی کر لی تو یہ موعودہ عالمی کردار سے خود دستبرداری اختیار کرنے کے مترادف ہو گا۔ سی ٹی بی ٹی پر دستخط پہلا قدم ہو گا' اس کے بعد NPT کا مرحلہ ہو گا اور بالآخر FMCT ہو گا۔ یہ معاہدے تو ایک ہی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔ حکومتی حلقوں کی جانب سے پھیلایا جانے والا یہ تاثر بھی نہایت مبالغہ آمیز ہی نہیں انتہائی مضحکہ خیز اور گمراہ کن بھی ہے کہ سی ٹی بی ٹی میں شمولیت کے بعد ہم جب چاہیں اس معاہدہ سے نکل سکتے ہیں؟ سوال یہ ہے کہ اگر اس معاہدہ پر دستخط کرنے کے لئے اس قدر شدید دباؤ ہے کہ حکومت کو گھٹنے ٹیکنے پڑ رہے ہیں تو پھر ایک دفعہ دستخط کرنے کے بعد کون اس سے علیحدہ ہونے دے گا۔

دنیا کے واحد اسلامی ملک کی ایٹمی صلاحیت کا قلع قمع کرنا یہود و نصاریٰ کے ساتھ ساتھ ہنود کی بھی دلی تمنا اور اولین خواہش ہے۔ قرآن میں فرمایا گیا کہ "یہود و نصاریٰ تم سے کبھی راضی نہیں ہوں گے جب تک تم ان کی ملت کی پیروی اختیار نہ کر لو"۔

سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنا ملی و قومی اعتبار سے بہت بڑی غلطی قرار پائے گا اور اس معاہدہ پر دستخط کرنا ایسے جال میں بتدریج پھنسنے کے مترادف ہے جس کا نتیجہ بالآخر ایٹمی صلاحیت سے دستکش ہونے کی صورت میں ظاہر ہو گا۔ اقوام متحدہ کا ادارہ بھی امریکہ کی "لونڈی" کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ امریکہ اور اس کے حواری محض سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے سے راضی نہیں ہوں گے بلکہ ان کے پیش نظر مقصد تو پاکستان کی ایٹمی صلاحیت کا مکمل خاتمہ ہے۔ اس لئے کہ اسرائیل کو اگر اندیشہ محسوس ہوتا ہے تو کسی عرب ملک سے نہیں بلکہ پاکستان سے ہی ہوتا ہے۔

پاکستان اس وقت عملی لحاظ سے "مَعِيْشَتًا ضَنْكًا" کی کیفیت سے دوچار ہے۔ یہ صورتحال سورۂ طٰہٰ کی آیت نمبر ۱۲۴ کے مطابق اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اعراض کا نتیجہ ہے جس میں آج ہم گرفتار ہیں' جس کی وجہ سے ہمارے دشمن دباؤ ڈال کر ہم سے اپنے تمام ممکنہ مطالبات منوا سکتے ہیں۔ قبل ازیں حکومت کی طرف سے بڑے بلند بانگ دعوے کئے جاتے رہے ہیں کہ جب تک بھارت سی ٹی بی ٹی پر دستخط نہیں کرتا اور مسئلہ کشمیر حل نہیں ہو جاتا اس وقت تک پاکستان سی ٹی بی ٹی پر دستخط نہیں کرے گا' اور یہ کہ جب تک پاکستان پر عائد کردہ تمام پابندیاں اٹھا نہ لی

جائیں اور ہمیں ایٹمی کلب کی رکنیت اور سلامتی کونسل کی مستقل نشست نہیں دی جاتی تب تک ہم سی ٹی بی ٹی پر دستخط نہیں کریں گے۔ مگر اب حکومت اپنے سابقہ موقف میں مسلسل انحراف اور پسپائی اختیار کرتے ہوئے محض تین بلین ڈالر کے سودی قرض کے عوض ملک و ملت کے مفاد کا سودا کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ اس مبینہ قرض کا بڑا حصہ تو حسب سابق قرض کی ادائیگی کے ضمن میں "پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا" کے مصداق آئی ایم ایف کے پاس چلا جائے گا اور اس قرض کا باقی حصہ حکومتی اہلکار مختلف حیلوں بہانوں اور ہتھکنڈوں سے ہڑپ کر جائیں گے۔ تین بلین ڈالر کے عوض سی ٹی بی پر دستخط "قومے فروختند و چہ ارزاں فروختند" کے مصداق ہے۔ یہ ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے اتنا بڑا سودا کس قدر معمولی قیمت کے عوض کیا جارہا ہے۔ لندن سے شائع ہونے والے ہفت روزہ "امپیکٹ" نے اپنے ایک مضمون کو عنوان ہی یہ دیا ہے: "SELLING THE NATION SO CHEAP"

مضمون نگار نے یہ تلخ سوال بھی حکومت کے سامنے رکھا ہے کہ ایٹمی صلاحیت کو تین بلین ڈالر کی معمولی سی رقم کے عوض فروخت کرنے کے بعد پاکستان کے پاس اور کونسی چیز فروخت کرنے کے لئے باقی رہ جائے گی۔ جو حکومت فارن کرنسی اکاؤنٹ میں جمع شدہ گیارہ بلین ڈالر کی خطیر رقم ڈکار لئے بغیر ہضم کر چکی ہو' اس کے لئے تین بلین ڈالر کی کیا حیثیت ہے؟ سی ٹی بی پر پاکستان کے برعکس بھارت کا رویہ کیا ہے؟ بھارت نے سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے کے حوالے سے دو شرائط رکھی ہیں' ایک یہ کہ بھارت کو ایٹمی کلب کا رکن تسلیم کیا جائے' دوسرے سلامتی کونسل کی مستقل نشست دی جائے۔ مزید برآں بھارت نے دو مزید مطالبات بھی دنیا کے سامنے رکھے ہیں کہ بھارت پر عائد کردہ معاشی پابندیاں ختم کی جائیں اور نیوکلیر ٹیکنالوجی کے لئے درکار ضروری ساز و سامان کی درآمد پر کوئی پابندی نہ ہو۔

سی ٹی بی ٹی میں شمولیت کا مطلب یہ ہو گا کہ اس معاہدہ میں شامل ملک ایٹمی دھماکہ کرنے کے حق سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو جائے گا' البتہ "کولڈ ٹیسٹ" اس سے مستثنیٰ ہو گا مگر اس کے لئے جدید قسم کے سپر کمپیوٹر درکار ہوتے ہیں جن سے پاکستان تاحال محروم ہے جبکہ بھارت "کولڈ ٹیسٹ" کی ٹیکنالوجی کے حصول کا حق محفوظ رکھنا چاہتا ہے۔ ہمارے لئے ایٹمی صلاحیت کی ترقی کے لئے ایٹمی تجربات کا عمل ناگزیر ضرورت ہے۔ علامہ اقبال نے فرمایا ہے کہ

ضمیر مشرق ہے راہبانہ ' ضمیر مغرب ہے تاجرانہ
وہاں دگرگوں ہے لحظہ لحظہ ' یہاں بدلتا نہیں زمانہ

ٹیکنالوجی کے میدان میں تو ہر لحظہ پیش رفت ہو رہی ہے اور نئی سے نئی چیزیں سامنے آرہی ہیں' گویا بھارت دنیا کی پانچ ایٹمی طاقتوں کے ہم پلہ ہو کر سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرے

ہم نے کسی کی طرف پتھر پھینکا نہ انگلی اٹھائی اس کے باوجود عالم کفر ہم سے دہشت زدہ ہے؟ (وزیر خارجہ افغانستان ملا محمد حسن)

سابقہ حکمرانوں کے ظلم و تشدد کے بعد مظلوم عوام علماء اور طلبہ پر متفق ہو گئے۔ اگر خدا نخواستہ ہم ظالم بن گئے تو عوام کے زخموں کا مداوا کون کرے گا' وہ اپنا ہاتھ کس کے گریبان میں ڈالیں گے اور اپنے آنسوؤں کو کس کے دروازے پر بہائیں گے۔ وزیر خارجہ ملا حسن نے کابل میں تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملک کی بقاء اور استحکام کا انحصار الٰہی قوانین کے نفاذ پر ہوتا ہے۔ کبر' غرور' بد اخلاقی' بے انصافی' نفسانی خواہشات اور ذاتی مفادات کا خیال ذہن سے نکال دینا چاہئے' اگر آج اللہ نے ہمیں قدرت دی ہے تو اس کو درست طور پر استعمال کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ کل کو یہ اقتدار ہم سے لے بھی سکتا ہے۔ اپنے سابقہ ضعف' کمزوری اور قوم کی مظلومیت کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ خارجہ پالیسی کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ باوجود اس کے کہ ہم نے نہ تو کسی کی طرف پتھر پھینکا ہے اور نہ ہی کسی کی جانب انگلی اٹھائی ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ آج دنیا کے اسلامی اور غیر اسلامی ممالک کیوں مضطرب' پریشان اور خائف ہیں۔ کیا مسئلہ ہے کہ عالم کفر دہشت زدہ ہو کر طالبان کے خلاف شور اور واویلا کر رہا ہے؟ اس کی بنیادی وجہ شریعت محمدی کا نفاذ اور طالبان تحریک کے نظریات ہیں۔ آج ہم تمام کفریہ عزائم کے سامنے رکاوٹ ہیں۔ لوگ ہم سے نہیں ہمارے نظریات سے ڈرتے ہیں۔ اس وقت اسلام کے خلاف زبردست مقابلہ کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں شریعت پر چلنا ہے۔ اگر اللہ کی نصرت شامل حال رہی تو پوری دنیا کی مخالفت بے اثر رہے گی۔ روس' امریکہ' ایران' تاجکستان' ترکی وغیرہ میں مختلف نظریات ہیں وہ قیامت تک ہم سے خوش نہیں ہو سکتے۔

اہل تشیع سے امتیازی سلوک کی خبریں من گھڑت ہیں' گورنر ہرات

طالبان امن و آشتی کا لشکر ہے یہ جہاں بھی پہنچا ہے دنیا نے دیکھا کہ وہاں بے مثل امن و امان قائم ہو چکا ہے۔ گورنر ہرات نے ان خبروں کو من گھڑت قرار دیا ہے کہ مزار شریف میں شیعوں کے خلاف امتیازی سلوک کیا جارہا ہے۔ اہل تشیع صرف مزار شریف میں ہی نہیں دیگر صوبوں ہرات' کابل' غزنی' قندھار میں بھی آباد ہیں۔ ان کی جان و مال اور عزت کو دیگر عوام کی طرح کس نے تحفظ فراہم کیا؟ گورنر ہرات نے کہا کہ ہرات میں ۵ ہ فیصد شیعہ آبادی ہے جو تین سال سے مکمل طور پر پرامن طور پر اپنے کاروبار میں مصروف ہیں۔ طالبان کے چار سالہ دور اقتدار میں اہل تشیع کے ساتھ نسلی امتیاز کا ایک بھی واقعہ پیش نہیں آیا۔ انہوں نے کہا کہ اگر ایسا ہوا ہے تو ایران سمیت کسی نے بھی اس پر کیوں احتجاج نہ کیا؟ انہوں نے کہا کہ طالبان سے تمام اقوام خوش ہیں۔ ہر جگہ ہمارا استقبال کیا جارہا ہے۔ مزار شریف میں صرف وہی لوگ مارے گئے جنہوں نے امیر المومنین کے اعلان عفو سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ ایک ہفتہ تک عام معافی کے اعلان کے باوجود یہ لوگ مقابلہ کے لئے میدان جنگ میں اترے اور آخر دم تک شدید مزاحمت کی۔ جو لوگ میدان جنگ میں مارے گئے ان کو نسلی امتیاز کا نشانہ قرار دینا کھلی ناانصافی ہے۔ ہم امن کا پیغام ہیں' شریعت کے پابند ہیں۔ جہاں بھی گئے اسلام کے زریں اصولوں سے انحراف نہیں کیا۔ ہمارے علاقوں میں ہر طبقہ' ہر قوم اور ہر نسل پرامن زندگی گزار رہی ہے۔

قندھار کے دور دراز علاقہ سے کروز میزائل برآمد

افغانستان پر داغے جانے والے کروز میزائلوں میں سے اکثر ناکارہ ثابت ہوئے اور پھٹ نہیں سکے۔ قندھار کے نواح میں گزشتہ دنوں ایک کروز میزائل پایا گیا۔ امارت اسلامی کے ماہرین نے میزائل کو فوری طور پر اپنے قبضے میں لے کر محفوظ مقام تک پہنچا دیا' جہاں مذکورہ میزائل کا تفصیلی معائنہ شروع کر دیا گیا ہے۔ ذرائع کے مطابق میزائل کے پر اور ریڈار درست حالت میں ہیں۔

ضروری اطلاع برائے رفقاء تنظیم اسلامی

تنظیم اسلامی پاکستان کا سالانہ اجتماع

٦ تا ٨ نومبر ٩٨ء کراچی میں منعقد ہو گا۔ ان شاء اللہ۔ تمام رفقاء کی شرکت لازم ہے

تفصیلات "ندائے خلافت" کی کسی آئندہ اشاعت میں شائع کی جائیں گی

کا ــــ سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے کا حکومتی فیصلہ درحقیقت کامیاب ایٹمی تجربات کے "جرم" پر سجدہ سہو کے مترادف ہوگا۔ پاکستان کے حکمران طبقات امریکہ کو راضی کرنے کے لئے ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی فکر میں رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بے نظیر بھی سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے کے لئے بہ دل و جان آمادہ ہے اور نواز شریف بھی اس میں شمولیت کے لئے بے چین ہیں۔

پاکستانی قوم کا ایک المیہ اور عقدۂ لاینحل یہ ہے کہ ہم نے پاکستان کے نام سے ایک ایسا ملک بنایا ہے جس کی جڑ اور بنیاد سوائے اسلام کے اور کوئی نہیں ہے مگر اسلام پر عمل پیرا ہونے کے لئے ہم آمادہ نہیں ہیں۔ بقول اقبال
ع "من اپنا پرانا پاپی ہے برسوں میں نمازی بن نہ سکا"۔
ہمیں اسلام کی حقانیت اور صداقت پر انشراح صدر حاصل نہیں ہے اور ہم ایمان و یقین کی دولت سے محروم ہیں۔ اس الجھے ہوئے قومی مسئلے کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ مشیت ایزدی میں پاکستان کو اسلام کے عالمی غلبہ کے ضمن میں اہم کردار ادا کرنا ہے۔ گویا قومی سطح پر ہمیں وہی الجھن درپیش ہے جسے مولانا حسرت موہانی نے بڑی خوبصورتی سے ایک شعر میں بیان کیا ہے ؂

غم زندگی کا حسرت سبب اور کیا بتائیں
میرے شوق کی بلندی' میری ہمتوں کی پستی

ہماری ملکی قیادت جو درحقیقت قوم ہی کی ترجمانی اور نمائندگی کرتی ہے بزدلی اور بے ہمتی کا مرقع بنی ہوئی ہے۔ چنانچہ ہمارے سابقہ اور موجودہ تمام حکمران "ہم ہوئے کہ تم ہوئے' اس کی زلفوں کے سب اسیر ہوئے" کے مصداق امریکہ سے اظہار وفاداری کرنے اور اسے راضی کرنے میں سرگرم عمل رہے ہیں جبکہ قرآن میں واضح طور پر مسلمانوں سے یہ فرمادیا گیا ہے کہ یہود و نصاریٰ کو ہرگز دوست مت بناؤ' وہ ایک دوسرے کے دوست اور پشت پناہ ہیں تو جو کوئی ان کی دوستی کا خواہش مند ہوگا اس کا شمار بھی انہی یہود و نصاریٰ میں ہوگا' امت محمد ﷺ سے اس کا تعلق ختم ہو جائے گا۔ ہمارا نقشہ قرآن نے ان الفاظ میں کھینچا ہے کہ "تم دیکھو گے ان لوگوں کو کہ جن لوگوں کے دلوں میں روگ یعنی بیماری ہے کہ وہ انہی یہود و نصاریٰ سے محبت کی پینگیں بڑھانے میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش میں ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں خدشہ لاحق ہے کہ ہم پر کوئی افتاد زمانہ نہ آجائے"۔ کیا ہمارے حکمران طبقات اسی اندیشے کا شکار نہیں رہتے اگر امریکہ بہادر ناراض ہو گیا تو آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک ہمارے قرضے روک لے گا اور ہم پر معاشی پابندیاں عائد کر دی جائیں گی۔ چونکہ اصل داتا اور رب العالمین پر ہمارا یقین ہے نہیں' چنانچہ ہمارا داتا تو اب امریکہ ہی ہے جس کی نیاز مندی' چاپلوسی اور خدمت گزاری کے چند واقعات ملاحظہ ہوں۔ ایمل کانسی امریکہ کو مطلوب تھا' ہم نے اسے امریکہ کے حوالے کر دیا۔ یہ سب کچھ ملک کے دستور' عالمی قانون اور دنیا کے عرف عام کے ضابطوں کے خلاف ہوا۔ اسی طرح صادق ہویدا کو اسامہ بن لادن کے "ایجنٹ" کے شبہ میں پکڑ کر امریکہ پہنچا دیا گیا۔ افغانستان پر امریکی میزائلوں کے حملے میں پاکستان کو پیشگی اطلاع کا ہونا بھی اب قرین قیاس معلوم ہو رہا ہے۔

مسلم لیگ کی موجودہ قیادت کو بھاری مینڈیٹ دے کر اللہ تعالیٰ نے ان پر اتمام حجت کر دیا ہے۔ لیکن افسوس کہ حکمران طبقے کا رویہ بہت مایوس کن ہے۔ اس پس منظر میں مجھے آج حبیب جالب کے وہ اشعار یاد آ رہے ہیں جو انہوں نے گوہر ایوب خان اور ان کے بہنوئی جنرل حبیب اللہ کے کارخانوں کے بارے میں کہے تھے :
"آگے بھائی پیچھے بھائی' بیچوں بیچ ہے گندھارا' پوبارا"۔
یہی معاملہ اس وقت بھی ہے کہ "اوپر بھائی نیچے بھائی اور سب سے اوپر اباجی"۔ یہ ہے اس وقت کی حکومت کا نقشہ۔ انہوں نے اب تک اپنے ذاتی اقتدار کے تحفظ اور استحکام کے لئے تو بہت سے اقدامات کر لئے ہیں مگر اصل قیمتی وقت ضائع کرنے کے بعد اب آکر ملک کو اس کی اصل منزل کی جانب گامزن کرنے کے لئے اگر قرآن و سنت کی بالادستی کے قیام کا فیصلہ کیا بھی ہے تو ان کا یہ اقدام دودھ میں مینگنیاں ڈالنے کے مترادف ہے۔ جس طور سے یہ بل اسمبلی میں پیش کیا گیا ہے اور تنفیذ شریعت کے لئے جو طریق کار تجویز کیا گیا ہے اسے دیکھتے ہوئے مجھے تو شک ہے کہ یہ تقریباً طے ہے کہ قرآن و سنت کی بالادستی کے قیام کا مجوزہ بل پاس ہی نہ ہو' ہاں۔ اس سے نفاذ شریعت کے ضمن میں کریڈٹ ضرور حاصل کر لیا جائے گا۔ یعنی حکمرانوں کی پالیسی یہ معلوم ہوتی ہے کہ "باغبان بھی خوش رہے' راضی رہے صیاد بھی"۔ موجودہ حکمران طبقہ داخلی اور خارجی دونوں سطحوں پر بری طرح ناکام ہو چکا ہے' ان سے کسی خیر کی توقع کم ہی ہے تاہم اس مملکت خداداد سے جلد یا بدیر لازماً خیر برآمد ہوگا۔ لیکن اس کے لئے منہج انقلاب نبوی کو اختیار کرنا پڑے گا۔ انہی ناکامیوں اور مایوسیوں کے اندھیروں سے تدبیر الٰہی کی روشن کرن ظاہر ہوگی' لیکن ہمارے لئے اصل کامیابی اس میں ہے کہ ہم اللہ اور اس کے دین کی خاطر تن من دھن لگا دیں اور کھپا دیں۔ OO

برحال مسلمان

جلیل ساز' ناگ پور' انڈیا

کہاں ہم اور کہاں سوز دروں و جذب پنہانی
منور ہو اگر دل تو چمک اٹھتی ہے پیشانی

شجاعت' سرفروشی' زہد و تقویٰ' درد و غم خواری
نہیں ہم میں' مگر پھر بھی ہے پندار مسلمانی

مدارس' خانقاہیں' قید خانے عقل و دانش کے
یہاں ملا کی سلطانی' وہاں پیروں کی سلطانی

کہاں تو فقر و فاقہ میں مسلماں مست رہتا ہے
کہیں گمراہ کر دیتی ہے دولت کی فراوانی

کوئی شے بھی تو ہے محرومیٔ عزم و عمل لوگو!
کہ ہے جس کی بدولت اول و آخر پریشانی

سخن کی دل نوازی بن گئی اب بات ماضی کی
ہے تسکین انا اپنے لئے زعم زباں دانی

جہالت' گمراہی ان کا مقدر ہو کے رہ جائے
چراغ راہ ہوں جن کے لئے آیات قرآنی

ان ہی پر انحصار زندگی ہے تو کیا کہئے
سحر ذکر شہادت' شام سوز و مرثیہ خوانی

گزر اوقات ملاؤں کا ہے ملت کے ٹکڑوں پر
جزاک اللہ یہ کردار دینی' شان ایمانی

مزاروں پر چڑھاوے' منتیں' پہلے چکا چوندی
مساجد میں فقط دو چار بوڑھے' تیرہ سامانی

وہاں گل کیا کہ خار و خس کا ہاتھ آنا بھی ناممکن
جہاں سے دے دی گئی اندھوں کو گلشن کی نگہبانی

ہماری قوم کے شاعر' ہماری قوم کے رہبر!
جہالت کے امیں' شہرت کے بھوکے' غاصب و زانی

محمد ﷺ کے فدائی رحمت اللعالمین والے
کہ جن کے نام سے بیزار ہے اب نوع انسانی

سی ٹی بی ٹی ایک ایسا سلو پوائزن ہے جس سے بالآخر ہماری ایٹمی صلاحیت کا خاتمہ ہو جائے گا

پوری قوم کا فرض ہے کہ وہ حکومت وقت کو اس ہلاکت خیز معاہدہ پر دستخط کرنے سے باز رکھنے کیلئے ہر ممکن کوشش کرے

پاکستان جیسی نوزائیدہ ایٹمی طاقت کو accuracy حاصل کرنے اور موجودہ صلاحیت کو فروغ دینے کیلئے مزید ایٹمی تجربات کی ضرورت ہے

بھارت کے بغیر یکطرفہ طور پر سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے پر پاکستان کی آمادگی کیا گل کھلائے گی!

سی ٹی بی ٹی کیا ہے؟

مرزا ایوب بیگ کا تجزیہ

اگرچہ کسی کی نیت پر شک کرنا اور سوئے ظن رکھنا اسلام میں پسندیدہ عمل نہیں ہے لیکن ایک سوراخ سے ایک بار سے زائد ڈسا جانا بھی مومن کی شان نہیں۔ کاروبار میں ایک اصطلاح کا استعمال بہت ہی عام ہے اور وہ ہے کہ فلاں شخص کا "ویار" کیسا ہے یعنی وہ کس حد تک قابل اعتماد ہے اور اس پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے یا نہیں اور وہ اپنی Commitment پوری کرتا ہے یا نہیں۔ لہٰذا کسی تاجر کا اصل اثاثہ اس کا مال اور سرمایہ نہیں بلکہ اس کا "ویار" ہوتا ہے۔ مذکورہ بالا اصطلاح کی پکار تو یقیناً صرف کاروباری اور تجارتی حلقوں میں سنائی دیتی ہے لیکن یقیناً زندگی کے ہر شعبہ اور ہر میدان میں پرکھ کے لئے یہ حقیقی اور اصل کسوٹی ہے۔ میاں نواز شریف پہلی مرتبہ ۱۹۹۰ء میں اسلامی جمہوری اتحاد (I.J.I) کے سربراہ کی حیثیت سے اقتدار میں آئے تو انہیں دونوں ایوانوں میں دو تہائی اکثریت حاصل تھی۔ انہوں نے آئین میں بارھویں ترمیم منظور کرائی، قومی اسمبلی میں شریعت بل بھی پیش کیا گیا اور میاں صاحب نے اسمبلی کے فلور پر قوم سے وعدہ کیا کہ وہ آئینی ترامیم کا عنقریب ایک ایسا پیکج دیں گے جس سے ملک میں اسلامی نظام قائم ہو جائے گا۔ اپنی اس زم میں میاں نواز شریف ۳۳ ماہ یعنی پونے تین سال وزیراعظم رہے لیکن آئینی ترامیم کا پیکج آنا تھا نہ آیا۔

فروری ۹۷ء کے انتخابات میں اگرچہ مسلم لیگ نے اپنے منشور میں اسلام کے ذکر سے گریز کیا لیکن انتخابی جلسوں اور علماء و مشائخ کی کانفرنسوں میں اسلامی نظام کے قیام کو اپنا ہدف بتایا جاتا رہا۔ فروری ۹۷ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کو مثالی کامیابی حاصل ہوئی۔ اس مرتبہ میاں نواز شریف نے وزیراعظم بنتے ہی جس تیزی سے تیرھویں اور چودھویں ترامیم آئین میں منظور کروائیں آج اس پر غور کیا جائے تو محسوس ہوتا تھا کہ میاں صاحب کو اندازہ تھا کہ ان کے حلیف زیادہ دیر تک ان کے ساتھ نہیں رہیں

تجزیہ

گے، لہٰذا ارتکاز قوت کے لئے انہوں نے بڑی پھرتی کا مظاہرہ کیا۔ تیرھویں ترمیم سے صدر کے اسمبلی توڑنے کے اختیارات ختم کر دیئے گئے۔ صوبوں کے گورنروں کا تقرر اگرچہ اصولی طور پر سربراہ مملکت کی ذمہ داری ہے اور آرمی چیف کے تقرر کی ذمہ داری بھی صدر مملکت، جو افواج پاکستان کے سپریم کمانڈر بلحاظ عہدہ ہیں، انہی کے لئے مناسب لگتی ہے، لیکن یہ دونوں اختیارات صدر سے چھین کر وزیراعظم کے سپرد کر دیئے گئے۔ چودھویں ترمیم سے ارکان اسمبلی اپنی رکنیت کے لئے جماعتی قیادت کے محتاج بنا دیئے گئے۔ اس تفصیل کے عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ تھا وہ آئیڈیل لمحہ جس وقت قرآن اور سنت کو سپریم لاء بنانے کا بل پیش ہونا چاہئے تھا۔ جس اقدام نے سارے معاملے کو مشکوک بنایا ہے وہ یہ ہے کہ سنگین اقتصادی صورت حال کے باوجود اچانک آنا فانا کیا گیا۔ صوبائی اور مرکزی سطح پر کارکنوں سے رابطے کئے گئے اور اس کے ساتھ ہی قرآن اور سنت کو ملک کا سپریم لاء بنانے کا اعلان کیا گیا مگر اس میں بعض ایسی شقیں رکھی گئیں جن پر حکومت کو اچھی طرح اندازہ ہو گا کہ اپوزیشن زبردست مخالفت ہی نہیں کرے گی بلکہ بپھر بھی جائے گی۔ ان اقدامات سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ حکومت کوئی ایسا قدم اٹھانے والی ہے جس سے اسے زبردست عوامی ردعمل کا خطرہ ہے۔ یہ خدشہ بالکل درست ثابت ہوا۔ قرآن اور سنت کو سپریم لاء بنانے کے بل پر ابھی قومی اسمبلی میں بحث کا آغاز ہی ہوا تھا کہ C.T.B.T پر دستخط کرنے کے لئے پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس طلب کر لیا گیا۔ C.T.B.T پر دستخط کرنے کے حکومتی ارادے بالکل واضح اور ظاہر ہیں۔ وزیر مملکت برائے خارجہ امور صدیق کانجو دستخط کرنے کے حق میں بیان دے چکے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ حکومت امریکہ کو دستخط کرنے کا عندیہ دے چکی ہے۔ شہباز شریف کا امریکہ کا دورہ غالباً اسی حوالہ سے تھا۔ اس مفاہمت کے بعد اسلامی بینک کو گرین سگنل دے دیا گیا ہے اور اس نے پاکستان کے لئے ڈیڑھ ارب ڈالر کے پیکج کا اعلان کر دیا جبکہ گزشتہ ماہ اگست میں اس امداد کے لئے ہماری درخواست کو مؤخر کر دیا گیا تھا۔

ہمارے ہاں عام فہم انداز میں بات سمجھانے کے لئے کہا جاتا ہے کہ جنگی بات یہ ہے۔ سی ٹی بی ٹی کی ضرر رسانی کو جنگے انداز میں سمجھنا ہو تو ہمیں غور کرنا ہو گا کہ امریکہ سی ٹی بی ٹی پر دستخط نہ کرنے پر ہمیں بھوکا مارنے کو تیار ہے، دھمکیاں دے رہا ہے اور ہمارے سروں پر سے میزائل

گزار رہا ہے۔ لیکن دستخط کر دینے کی صورت میں اسلامی بینک سے ڈیڑھ ارب ڈالر کا پیکج دلاتا ہے اور آئی ایم ایف کے وفد کو فوری طور پر بھیجنے پر تیار ہے۔ ہمارے لئے سوچنے کا مقام ہے آخر کیوں؟ یقیناً اس لئے کہ ایک اسلامی ملک کی ایٹمی صلاحیت کا خاتمہ یہودی کارندوں کا اولین ہدف ہے' جو امریکی انتظامیہ پر حاوی ہیں۔

سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے اور نہ کرنے کے کیا نتائج نکلیں گے؟ ان کا بڑی باریک بینی سے جائزہ لینا ہوگا۔ دستخط کر دینے کی صورت میں ہم یہ توقع کر رہے ہیں کہ ہم پر سے اقتصادی پابندیاں اٹھالی جائیں گی' آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک منظور شدہ قرضوں کا اجرا کر دیں گے اور ہم اپنی اقساط بروقت واپس کر کے ڈیفالٹر ہونے سے بچ جائیں گے جبکہ دستخط نہ کرنے پر دیوالیہ ہو جانے کا خطرہ ہے۔ پاکستانی بینکوں کی L.C قبول نہیں کی جائیں گی اور درآمدی اشیاء پاکستان میں نایاب ہو جائیں گے۔ مہنگائی اور بیروزگاری میں شدید اضافہ ہو جائے گا۔ کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے ہمیں یہ جاننا ہوگا کہ C.T.B.T ہے کیا؟

حقیقت یہ ہے کہ ساٹھ کی دہائی میں امریکہ اور اس کے حواریوں نے یہ محسوس کرنا شروع کر دیا تھا کہ اگر خصوصی پابندیاں عائد نہ کی گئیں تو جوہری توانائی دوسرے ممالک خصوصاً تیسری دنیا کے ممالک کے تصرف میں آسکتی ہے' جو باقی دنیا کی سلامتی کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتی ہے لہٰذا ۱۹۶۳ء میں L.T.B.T (لمیٹڈ ٹیسٹ بین ٹریٹی) کے تحت فضا بیرونی فضا' اور زیر آب ایٹمی تجربات پر پابندی لگادی گئی۔ پھر ۱۹۷۴ء میں جب بھارت نے ایٹمی تجربہ کیا تو اس کے بعد T.T.B.T یعنی تھریش ہولڈ ٹیسٹ بین ٹریٹی کے تحت ۱۵۰ کلوٹن کے مساوی قوت کے زیر زمین تجربات پر پابندی لگا دی گئی۔ پھر جب مصر' عراق اور پاکستان جیسے مسلم ممالک سے ایٹمی قوت کے حصول کی کوششوں کی خبریں آنے لگیں تو C.T.B.T کی صورت میں جامع اور مکمل پابندی کا منصوبہ سامنے آگیا۔ حقیقت یہ ہے کہ امریکہ' روس' برطانیہ اور فرانس ہزاروں کی تعداد میں ایٹمی تجربات کر چکے ہیں اور ان کے اسلحہ خانہ میں ایسے ہلاکت خیز ایٹمی ہتھیار موجود ہیں جو اس پوری دنیا کو کئی بار تباہ و برباد کر سکتے ہیں' لہٰذا انہیں مزید کسی ٹیسٹ کی ضرورت نہیں۔ جبکہ پاکستان جیسے ملک کو' جس نے پہلی مرتبہ ایٹمی تجربہ کیا ہے' accuracy حاصل کرنے کے لئے اور موجود صلاحیت کو برقرار رکھنے کے لئے کئی تجربات کرنے پڑیں گے۔

اب آیئے اس طرف کہ یہ معاہدہ یعنی سی ٹی بی ٹی ہم جیسی نوزائیدہ ایٹمی قوت کو کس طرح زنجیروں میں جکڑے گا۔ اس معاہدے کے تحت ایک وسیع بین الاقوامی مانیٹرنگ سسٹم قائم کیا جائے گا' جو پوری دنیا میں فوجی نوعیت کے ایٹمی تجربات کا سراغ لگانے کیلئے ہمہ سمک ریڈیو نیوکلائیڈ انفرا ساؤنڈ تنصیبات سے کام لے گا۔ امریکہ نے کچھ دوسرے ممالک سے مل کر National Technical Means کے نام سے پہلے ہی ایک نظام قائم کر لیا ہے۔ جب یہ گمان ہوگا کہ کسی ملک نے ایٹمی دھماکہ کیا ہے تو پھر اس علاقے کی On site Inspection ہوگی۔ اور چونکہ N.T.M کے ذریعے اس علاقے کی نشاندہی ہو چکی ہوگی اس لئے انکار کی گنجائش نہیں رہے گی۔ معاہدے کی ایک ایگزیکٹو کونسل ہوگی' جو ۵۱ ارکان پر مشتمل ہوگی۔ اگر ۳۰ ارکان ووٹ دے دیں گے تو موقع کا ملاحظہ ہو سکے گا۔ امریکہ کے لئے مطلوبہ ووٹ کا حصول کچھ مشکل نہیں ہوگا۔ C.T.B.T معاہدے کے کل ۱۷ آرٹیکل ہیں جن سب کا یہاں ذکر کرنا سود مند نہیں ہے' البتہ قارئین کے لئے چند ایک آرٹیکلز کا ذکر مفید رہے گا۔ آرٹیکل ایک یہ ہے کہ ہر اس دھماکے پر پابندی ہے جس کی قوت صفر سے زیادہ ہے۔ آرٹیکل ۹ یہ ہے کہ اس معاہدے کے خاتمے کی کوئی مدت نہیں۔ آرٹیکل ۱۲ یہ ہے کہ ہر وہ ملک جو اس پر دستخط کرے گا' اس کی توثیق کرنے کا پابند ہوگا۔ آرٹیکل ۱۵ یہ ہے کہ اس معاہدے کو من و عن قبول کرنا ہوگا اور اس کے بارے میں تحفظات نہیں رکھے جا سکتے۔ آرٹیکل ۱۶ یہ ہے کہ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل اس کے Depositry ہوں گے اور اس پر عملدرآمد کرانا ان کی ذمہ داری ہوگی۔

آج ہم اس معاہدے پر اس لئے دستخط کر رہے ہیں کہ ہماری معاشی مجبوریاں ہیں اور اقتصادی امداد کے حصول سے ہمارے چند ماہ یا ایک سال سہولت سے گزر جائے گا۔ لیکن ظاہر ہے ہر قرضہ سود کے بوجھ کو مزید بڑھا دیتا ہے۔ جب کچھ وقت کے بعد سود کے بوجھ سے ہماری کمر مزید دہری ہوگی تو ہمیں ایک اور معاہدے F.M.C.T پر دستخط کرنے کو کہا جائے گا۔ اس معاہدے کے تحت ہمیں بین الاقوامی قانون کے تحت ایٹمی مواد کی طلب اور رسد سے محروم ہونا پڑے گا اور ہمیں ثابت کرنا ہوگا کہ ہم ایٹمی مواد کو بروئے کار نہیں لا رہے۔ یوں مرحلہ وار اس ڈیٹرنٹ کا خاتمہ کر دیا جائے گا جو آج کم از کم ظاہری طور پر ہماری حفاظت کا ضامن بنا ہوا ہے۔ یاد رہے ۱۹۶۵ء میں چند دن کشمیریوں کی جدوجہد کے نتیجہ میں بھارت نے لاہور پر حملہ کر دیا تھا آج نو سال سے کشمیری بھارتی فوج کو کشمیر میں زچ کئے ہوئے ہیں لیکن بھارت دھمکیاں دینے کے باوجود حملہ کرنے کی جرأت نہیں کر رہا۔ سی ٹی بی ٹی کے بارے میں چند ماہ پہلے ہمارا موقف تھا کہ اگر بھارت دستخط کر دے تو ہم بھی کر دیں گے۔ پھر ہمارا موقف یہ بھی رہا کہ کشمیر کا مسئلہ حل کر دیا جائے تو ہم دستخط کر دیں گے۔ لیکن اب پاکستان یک طرفہ طور پر دستخط کرنے پر آمادہ نظر آتا ہے۔

عجیب بات یہ ہے کہ ہم نے قرآن وسنت کو سپریم لاء بنانے کا بل پیش کرنے کے بعد اسے ادھورا چھوڑ کر سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے کیلئے پارلیمنٹ کا اجلاس طلب کر لیا ہے۔ قرآن تو نعرہ زن ہے۔ "اور تم لوگ جہاں تک تمہارا بس چلے زیادہ سے زیادہ طاقت اور تیار بندھے رہنے والے گھوڑے ان کے مقابلہ کیلئے مہیا رکھو تاکہ اس کے ذریعہ سے اللہ کے اور اپنے دشمنوں کو اور ان دوسرے اعداء کو خوف زدہ کرو جنہیں تم نہیں جانتے مگر اللہ جانتا ہے"۔ (الانفال : ۶۰) لیکن آپ قرآن اور سنت کو سپریم لاء بنانے کے بعد پہلا کام یہ کر رہے ہیں کہ اس ایٹمی ڈیٹرنٹ ہی کا کام تمام کر رہے ہیں جو ساری دنیا جانتی ہے کہ ہماری آزادی کا ضامن بنا ہوا ہے۔ ہماری اسلامائزیشن کا ہماری ایٹمی قوت ہونے سے گہرا تعلق ہے۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ اگر ہم اسلامی ملک نہ ہوتے تو امریکہ ہمارے ایٹمی قوت کے حامل ہونے کا زیادہ نوٹس نہ لیتا۔ لہٰذا اگر ہماری ایٹمی صلاحیت سلو پوائزنگ (Slow Poisoining) سے ختم کر دی گئی تو ہماری اسلامائزیشن کا راستہ روکنا بھی انتہائی آسان ہو جائے گا۔ لہٰذا راقم عوام سے لے کر خواص تک اور سیاسی جماعتوں سے لے کر مذہبی جماعتوں تک سب پاکستانیوں سے درخواست کرتا ہے کہ وہ حکومت پر پوری شدت سے دباؤ ڈالیں کہ وہ اس ہلاکت خیز معاہدے پر دستخط نہ کرے۔ اگر اس قوم نے مل جل کر پورے زور سے حکومت کو باز رکھنے کی کوشش کی تو مجھے یقین کامل ہے کہ حکومت ایسا کرنے سے رک جائے گی۔ ہماری رائے میں موجودہ حکومت زبردست عوامی دباؤ کو قبول کر لے گی اور سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے سے باز رہے گی۔ لیکن اس کے لئے لوگوں کو حکومت کو بتانا ہوگا کہ وہ ایک روپیہ فی کلو آٹا سستا حاصل کرنے کے عوض اپنی آزادی کا سودا نہیں کریں گے۔ وہ اس آزادی کا لازماً تحفظ کریں گے جسے ان کے بزرگوں نے اپنے خون سے سینچا تھا' جس آزادی کی بنیادوں میں ہزاروں مسلمان خواتین کی عزت و عفت دفن ہوئی تھی' اور جس کی خاطر دنیا کی سب سے بڑی ہجرت ہوئی تھی۔ یہ مملکت خداداد ہے' اسے اسلام کا گہوارہ بنانا اور اس کی حفاظت کرنا ہمارا دینی فریضہ ہے۔ اللہ رب العزت ہمیں اپنا فرض ادا کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین یا ربّ العالمین!

ہمارا مطالبہ ہماری اپیل
دستورِ خلافت کی تکمیل

وعدۂ الٰہی کے مطابق منصب خلافت کے اہل صرف صادق الایمان اور عمل صالح پر کاربند مسلمان ہیں' نہ کہ محض نام کے مسلمان!

آیتِ استخلاف کے "جدید" مفسرین نے لفظ خلافت و استخلاف پر اپنے من گھڑت تصورات و تخیلات کا تاج محل تعمیر رکھا ہے

خلافت اسلامیہ : مقام اور اہمیت

تحریر : مولانا خورشید احمد گنگوہی

"اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ تم میں سے جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ان کو وہ زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ پہلے لوگوں کو بنایا تھا اور ان کے دین کو جما دے گا جس کو ان کے لئے پسند کیا ہے اور ان کے ڈر کو امن سے بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے کسی چیز کو میرا شریک نہ بنائیں گے۔ اس کے بعد جو ناشکری کرے گا تو وہی لوگ فاسق ہیں۔ تم لوگ نماز کو قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے"۔

خلاصۂ تفسیر

اے جماعت مومنین! تم میں جو لوگ ایمان لائیں گے اور نیک عمل کریں گے یعنی اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے نورِ ہدایت کا پورا پورا اتباع کریں گے' ان سے اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتے ہیں کہ ان کو اس اتباع کی برکت سے زمین میں خلافت عطا کی جائے گی جیسے ان سے پہلے ہدایت یافتہ لوگوں کی دی تھی' مثلاً بنی اسرائیل کو فرعون اور اس کی قوم قبطیوں پر غالب کیا۔ پھر ملک شام میں عمالقہ جیسی بہادر قوم پر ان کو غلبہ عطا کیا اور مصر و شام کی حکومت کا ان کو وارث بنایا۔ اور خلافت دینے سے مقصود یہ ہو گا کہ جس دین کو اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے پسند کیا ہے یعنی اسلام کو' جس کے متعلق فرمایا ﴿رَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ (میں تمہارے لئے دین اسلام پر راضی ہوں)' ان کے نفع آخرت کیلئے قوت دے گا اور جو دشمنوں سے ڈر رہے ہیں ان کے اس خوف کو امن سے بدل دے گا۔ بشرطیکہ میری عبادت کرتے رہیں اور میرے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کریں یعنی اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ مشروط ہے دین پر پوری طرح ثابت قدم رہنے کے ساتھ۔ اور یہ وعدہ تو دنیا میں ہے' آخرت میں ایمان اور عمل صالح پر جو جزائے عظیم اور دائمی راحت کا وعدہ ہے وہ اس کے علاوہ ہے۔ اور جو شخص اس وعدہ کے ظہور کے بعد بھی ناشکری کرے گا یعنی دین کے خلاف راستہ اپنائے گا ایسے شخص کیلئے یہ وعدہ نہیں ہے کیونکہ یہ لوگ نافرمان ہیں اور وعدہ فرمانبرداروں کے لئے ہے۔ نافرمانوں سے دنیا میں خلافت دینے کا وعدہ نہیں ہے اور آخرت کا عذاب اس کے علاوہ ہے۔

قارئین کرام! جب ایمان اور عمل صالح کے دینی اور دنیوی فوائد جان لئے تو تم کو چاہئے کہ خوب نماز کی پابندی کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور باقی احکام میں بھی رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کیا کرو تاکہ تم پر کامل رحم کیا جائے۔

شان نزول

قارئین کرام! آپ نے سورۃ النور کی آیات پچپن اور چھپن ترجمہ و تفسیر کے ساتھ سمجھ لی ہیں۔ ان آیات کا شان نزول یہ ہے کہ قرطبی ابوالعالیہ سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ منصب رسالت پر فائز ہونے کے بعد دس سال مکہ مکرمہ میں اس طرح رہے کہ ہر آن کفار و مشرکین کا خوف رہتا تھا۔ یہاں تک کہ ہجرت مدینہ کا حکم آیا جس کی تکمیل میں آپؐ مدینہ منورہ تشریف لے گئے لیکن یہاں بھی ہردم مشرکین کے حملوں کا اندیشہ لاحق رہتا تھا۔ اس دوران ایک صحابیؓ نے عرض کیا : اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! کیا ہم پر ایسا وقت بھی آئے گا کہ ہم ہتھیار کھول کر امن و اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کر سکیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بہت جلد ایسا وقت آنے والا ہے' اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان آیات میں اللہ تعالیٰ کا جو وعدہ ہے وہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے وجود میں آنے سے پہلے ہی توراۃ و انجیل میں فرمایا گیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں رسول اللہ ﷺ سے تین چیزوں کا وعدہ فرمایا ہے۔ اوّل یہ کہ آپ کی امت کو زمین میں خلافت عطا کی جائے گی۔ دوم یہ کہ اللہ کے پسندیدہ دین اسلام کو تمام عقائد و نظریات پر غالب کیا جائے گا۔ سوم یہ کہ مسلمانوں کو اتنی قوت و شوکت دی جائے گی کہ انہیں دشمنوں کا کوئی خوف نہ رہے گا۔

اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ اس طرح پورا فرمادیا کہ خود رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں مکہ' خیبر' بحرین' بلکہ سارا جزیرۃ العرب اور پورا ملک یمن آپؐ ہی کے ذریعہ فتح ہوا۔ ہجر کے مجوسیوں اور شام کے بعض اطراف سے جزیہ بھی وصول فرمایا۔ یہاں تک کہ روم کے حکمران ہرقل نے' مصر و اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس نے' شاہانِ عمان اور شاہ نجاشی نے آپؐ کو تحائف بھیجے اور آپ کی تکریم و تعظیم کی۔

آپؐ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر فائز ہوئے تو وفات رسولؐ کے بعد فتنے پیدا ہو گئے تھے' ان کا خاتمہ ہی نہیں کیا بلکہ بلادِ فارس اور بلادِ شام و مصر کی فتح کے لئے اسلامی لشکر روانہ فرمائے۔ بصرہ و دمشق تو مکمل طور پر آپ کے مبارک زمانہ میں ہی فتح ہو گئے تھے ان کے علاوہ بھی دوسرے ملکوں کے بعض حصے فتح ہوئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کا زمانہ قریب آیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانے کا الہام فرمایا۔ آپؓ منصب خلافت پر فائز ہوئے تو ایسا مثالی نظام خلافت سنبھالا کہ چشم فلک نے انبیاء علیہم السلام کے بعد ایسا نظام نہیں دیکھا تھا۔ آپؓ نے قیصر کی قیصری اور کسریٰ کی کیسری کا خاتمہ کیا۔ آپ کے بعد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر فائز ہوئے تو اسلامی فتوحات کا دائرہ مشارق و مغارب تک وسیع ہو گیا۔ بلاد مغرب' اندلس' قبرص اور مشرق اقصیٰ میں بلاد چین تک

ہو کر خلافت عثمانیہ کا حصہ بن گئے ـــــ اور صحیح حدیث میں جو رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ مجھے پوری زمین کے مشارق و مغارب سمیٹ کر دکھائے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ خلافت عثمانیہ میں پورا فرما دیا۔

یہ بات ذہن میں رہنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النور کی ان آیات میں مسلمانوں کو خلافت عطا فرمانے کا جو وعدہ فرمایا ہے اس کے مخاطب وہ مسلمان ہیں جو صادق الایمان ہوں' اعمال کے حوالے سے صالح ہوں' اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ دین کا اتباع کرنے والے ہوں اور شرک کی ہر قسم سے پاک ہو کر خالص خدائے واحد کی بندگی کے پابند ہوں۔ اس وعدہ الٰہی کے مخاطب محض مردم شماری کے مسلمان نہیں ہیں جو خلافت کی صفات سے عاری محض زبان سے ایمان کے مدعی ہیں۔

اس بات کی وضاحت اس لئے کی گئی ہے کہ آج بہت سے لوگ خلافت سے محض حکومت و فرمانروائی اور غلبہ و تمکن مراد لیتے ہیں۔ پھر اس مرادی معنی سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ جس کو بھی دنیا میں اقتدار حاصل ہے وہ مومن' صالح اور اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ دین کا پیرو اور بندگی کی شاہراہ پر گامزن ہے ـــــ پھر اسی پر اکتفا نہیں یہ بدبخت مزید ستم یہ ڈھاتے ہیں کہ اپنے غلط نتیجے کو درست ثابت کرنے کے لئے ایمان' صلاح' دین و عبادت اور شرک ہر چیز کا مفہوم بدل کر وہ کچھ بنا ڈالتے ہیں جو ان کے مفروضہ نظریئے کے مطابق ہو۔ اس طرح یہ بد باطن قرآن حکیم کی معنوی تحریف میں یہود و نصاریٰ کی تحریفات سے بھی بازی لے گئے ہیں ـــــ انہوں نے قرآن حکیم کی اس آیت استخلاف کو وہ معنی پہنائے ہیں جو تمام قرآنی تعلیمات کو مسخ کر ڈالتے ہیں اور اسلام کی کسی ایک چیز کو بھی اس کی جگہ پر باقی نہیں رہنے دیتے ـــــ خلافت کی اس تعریف کے بعد لامحالہ وہ سب لوگ اس آیت کے مصداق قرار پاتے ہیں جنہوں نے کبھی دنیا میں غلبہ و تمکن پایا یا آج پائے ہوئے ہیں' خواہ وہ فسق و فجور کی ان تمام آلائشوں میں بری طرح لتھڑے ہوئے ہوں جنہیں قرآن حکیم "کبائر" قرار دیتا ہے یعنی سود' زنا' شراب اور جوا وغیرہ۔

غور فرمایئے اگر یہ سب لوگ مومن صالح ہیں اور اسی لئے منصب خلافت پر سرفراز کئے گئے ہیں تو پھر ایمان کے معنی قوانین طبیعی کو ماننے اور صلاح کے معنی ان قوانین کو کامیابی کے ساتھ استعمال کرنے کے سوا اور کیا ہو سکتے ہیں؟ اور اللہ تعالیٰ کا محبوب دین اس کے علاوہ اور کیا ہو گا کہ علوم طبیعی میں کمال حاصل کر کے صنعت و حرفت اور تجارت و سیاست میں خوب ترقی کی جائے؟ اور بندگی کا مفہوم اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ ان ضابطوں کی پابندی کی جائے جو انفرادی اور اجتماعی جدوجہد کی کامیابی کے لئے فطرتاً نافع اور ضروری ہیں۔ اور شرک کا مطلب اس کے سوا اور کیا رہ جاتا ہے کہ ان نفع بخش قواعد و ضوابط کے ساتھ کوئی شخص یا گروہ کچھ نقصان دہ طریقے بھی ایجاد کر لے۔ مگر کیا کوئی شخص' جس نے کھلی آنکھوں سے قرآن حکیم کا مطالعہ کیا اور کھلے دل سے حکمت قرآنی کو پا لیا' یہ مان سکتا ہے کہ قرآن میں ایمان' عمل صالح' دین' عبادت اور شرک کے یہی معنی ہیں؟ یہ معنی و مفہوم یا تو وہ شخص مراد لے سکتا ہے جس نے کبھی بھی قرآن حکیم سمجھ کر نہ پڑھا ہو' کوئی آیت کہیں سے اور کوئی کہیں سے لے کر اپنے مفروضہ نظریات و معتقدات کے مطابق ڈھال لیا ہو' یا پھر وہ شخص یہ مطلب اخذ کر سکتا ہے جو قرآن حکیم کو پڑھتے ہوئے ان تمام آیات کو اپنے زعم میں سراسر لغو اور باطل قرار دیتا چلا گیا ہو' جن میں اللہ تعالیٰ کو واحد رب اور الٰہ اور اس کی نازل کردہ وحی کو واحد ذریعۂ ہدایت اور اس کے فرستادہ پیغمبر کو حتمی طور پر واجب الاطاعت رہنما تسلیم کرنے کی دعوت دی گئی ہے اور موجودہ دنیوی زندگی کے خاتمے پر ایک دوسری زندگی کے محض مان لینے ہی کا مطالبہ نہیں کیا گیا ہے بلکہ یہ بھی صاف صاف کہا گیا ہے کہ جو لوگ اس زندگی میں اپنی جواب دہی کے تخیل سے منکر ہو کر محض اس دنیا کی کامیابیوں کو مقصود سمجھتے ہوئے کام کریں گے وہ فلاح سے محروم رہیں گے۔ قرآن حکیم میں ان مضامین کو اس قدر تکرار سے' ایسے مختلف اسالیب سے اور صریح و صاف الفاظ میں پیش کیا گیا ہے کہ یہ باور کرنا مشکل ہے کہ اس کتاب حکیم کا بنظر غائر مطالعہ کرنے والا کوئی شخص کبھی ایسی فاش غلطی کا ارتکاب کر سکتا ہے جس کے مرتکب آیت استخلاف کے جدید مفسرین ہوتے ہیں حالانکہ لفظ خلافت و استخلاف کے جس مفہوم پر انہوں نے یہ ساری عمارت کھڑی کی ہے وہ ان کے اپنے تصورات و تخیلات کا تعمیر کردہ تاج محل ہے۔

خلافت کے تین مفہوم :

قارئین کرام! پورے قرآن حکیم میں "خلافت و استخلاف" تین مختلف معنوں میں استعمال ہوا ہے اور ہر جگہ سیاق و سباق سے واضح ہو جاتا ہے کہ کہاں کیا معنی مراد لئے جائیں گے۔ اس کے ایک معنی میں اللہ تعالیٰ کے عطا فرمودہ اختیارات کا حامل ہونا۔ اس معنی کے مطابق ساری اولاد آدم زمین میں خلیفہ ہے۔ دوسرے معنی میں اللہ تعالیٰ کے اقتدار اعلیٰ (حاکمیت) کو تسلیم کرتے ہوئے اس کے امر شرعی کے تحت اختیارات کو استعمال کرنا۔ اس معنی میں صرف مومن صالح ہی خلیفہ ہو سکتا ہے کیونکہ وہ صحیح طور پر خلافت کا حق ادا کرتا ہے جب کہ کافر و فاسق خلیفہ نہیں بلکہ باغی ہے کیونکہ وہ مالک کے ملک میں اس کے دیئے ہوئے اختیارات کو نافرمانی کے طریقے پر استعمال کرتا ہے۔ تیسرے معنی میں ایک زمانے کی غالب قوم کے بعد دوسری قوم کا اس کی جگہ لینا۔ پہلے دونوں معنی خلافت بمعنی "نیابت" سے ماخوذ ہیں اور آخری معنی خلافت بمعنی "جانشین" سے ماخوذ ہیں۔

لہٰذا اس جگہ آیت استخلاف میں اس حکومت کو خلافت بتایا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے امر شرعی کے مطابق اس کی نیابت کا ٹھیک ٹھیک حق ادا کرنے والی ہو۔ اس لئے کافر تو درکنار اسلام کا نام نہاد پیرو کار ایک منافق بھی اس وعدۂ خلافت میں شریک نہیں ہو سکتا۔ اس لئے فرمایا کہ اس کے مستحق صرف ایمان اور عمل صالح کی صفات سے متصف لوگ ہیں۔ اسی لئے قیام خلافت کا ثمرہ یہ بتایا جا رہا ہے کہ دین اسلام مستحکم بنیادوں پر قائم ہو جائے گا۔ اور اسی لئے اس انعام کو عطا کرنے کی شرط یہ بتائی جا رہی ہے کہ اللہ ہی کی بندگی پر قائم رہو' جس میں شرک کی کسی قسم کی آمیزش نہ ہونے پائے۔ اس وعدۂ خلافت کو یہاں سے اٹھا کر بین الاقوامی سطح پر لے جانا اور امریکہ سے لے کر روس تک کے حکمرانوں کو' جو خدا کے منکر اور باغی ہیں' "صالحین" قرار دے کر زمین کا وارث بنانا پرلے درجے کی جہالت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ ان جدید مفسرین کے تصور خلافت میں دراصل ڈارون کا نظریۂ ارتقاء ان کی رہنمائی کرتا ہے اور وہ قرآن کے پیش فرمودہ تصور "صلاح" کو ڈاروین تصور "صلاحیت" (FITNESS) سے ملا دیتے ہیں۔ اس ڈارونی تفسیر کی رو سے آیت استخلاف کے معنی یہ ہوئے کہ جو شخص اور گروہ ممالک کو فتح کرنے اور ان پر زورِ قوت کے ساتھ اپنی حکومت چلانے اور وسائل زمین کو کامیابی کے ساتھ استعمال کرنے کی قابلیت رکھتا ہو وہ صالح بندہ یا صالحین کی جماعت ہے۔ قطع نظر اس سے کہ وہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہوں یا چنگیز اور ہلاکو۔ اگر خلافت کے منصب عالی پر کافر' مشرک' فاجر اور دوسری تمام گمراہ طاقتیں سرفراز ہو سکتی ہیں تو آخر فرعون اور نمرود نے کیا قصور کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں لعنت کا مستحق قرار دیا۔

قارئین کرام! اس وعدۂ خلافت کے بلاواسطہ مخاطب تو وہ لوگ تھے جو نبی اکرم ﷺ کے عہد میں موجود تھے۔ جب یہ وعدہ کیا گیا تو اس وقت واقعی مسلمانوں پر خوف کی حالت طاری تھی لیکن چند سال بعد یہ حالت خوف نہ صرف امن سے بدل گئی بلکہ مسلمان پرچم خلافت اٹھائے ایشیا اور افریقہ کے بڑے حصے پر چھا گئے۔ یہ اس حقیقت کا تاریخی ثبوت ہے کہ خلافت کے متعلق وعدہ

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

سننے کا فن بھی سیکھیں

تحریر : ابن صالح

اس وقت آپ میری یہ تحریر اس لئے پڑھ رہے ہیں تاکہ آپ جان سکیں کہ اس میں کیا لکھا ہے۔ گویا پڑھنا اور لکھنا تبادلہ خیالات کا ایک ذریعہ ہے۔ اسی طرح کا ایک ذریعہ کہنا اور سننا ہے۔ آپ نے کبھی غور کیا کہ ان میں سے تین چیزوں کے سیکھنے پر تو ہم میں سے ہر ایک نے کچھ نہ کچھ وقت اور محنت صرف کی ہوگی 'یعنی پڑھنا' لکھنا اور بات کرنے کا سلیقہ اور ڈھنگ' لیکن چوتھی چیز' یعنی سننے کے لئے بھی کبھی شعوری طور پر محنت اور کوشش کی ہے؟ شاید کبھی نہیں۔ حالانکہ آپ اس وقت تک اپنی بات مجھ تک نہیں پہنچا سکتے جب تک آپ مجھے جانتے نہ ہوں اور اگر آپ میری بات نہیں سنتے تو مجھے جان کیسے سکتے ہیں؟ ممکن ہے آپ جو کچھ کہہ رہے ہوں وہ واقعتاً بہت اہم اور مفید ہو' لیکن آپ کو یہ معلوم ہی نہیں کہ مجھے اس کی ضرورت بھی ہے یا نہیں۔ فرض کیا کہ مجھے اس چیز کی ضرورت ہی نہیں جو آپ پیش کر رہے ہیں تو آپ کی کوشش اور محنت کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوگا بلکہ آپ کو یہ بھی معلوم نہیں ہو سکے گا کہ کیوں کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہو رہا۔

کسی دوسرے شخص کو سمجھنے کے لئے اپنا زاویۂ نگاہ بدلنا پڑتا ہے۔ اس لئے کہ ہر شخص کی خواہش ہوتی ہے کہ پہلے اسے سمجھا جائے۔ اکثر ہم جو کچھ سنتے ہیں اس کا مقصد بات کرنے والے شخص کے اندر جھانکنا نہیں ہوتا بلکہ اس کی بات کا جواب دینا ہوتا ہے۔ چنانچہ ہمیشہ دوسروں کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ وہ بات نہیں سمجھتے' اپنے بارے میں کوئی نہیں کہتا کہ میں نہیں سمجھا۔

ہمارا سننا عموماً چار طرح کا ہوتا ہے۔

۱) سنا ان سنا
۲) دکھاوے کے لئے سننا
۳) درمیان میں سے پسند کی کوئی بات سن لینا
۴) صرف الفاظ کی حد تک سننا'

پانچویں قسم' یعنی بامعنی سننا شاذ ہی ہوتا ہے۔ بامعنی سننے کے لئے کسی خاص مہارت یا فنکاری کی ضرورت نہیں ہوتی اور نہ ہی بلاوجہ ہاں میں ہاں ملانا ضروری ہے۔ بلکہ فطری انداز اختیار کریں' دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔ اگر آپ کا ارادہ ہے تو یہ کوئی ناممکن کام نہیں۔ البتہ کسی کو سمجھنے کے لئے دل کے کانوں سے سننا پڑتا ہے۔ ابلاغیات کے ماہرین کا کہنا ہے کہ الفاظ کے ذریعے صرف دس فیصد ابلاغ ہوتا ہے۔ مزید ۳۰ فیصد آواز کے اتار چڑھاؤ کے ذریعے اور ۶۰ فیصد جسم کی حرکات و سکنات کے ذریعے ہوتا ہے۔ اسی طرح کانوں سے زیادہ آدمی آنکھوں اور دل سے سنتا ہے۔ دل سے کسی کی بات سنیں گے تو آپ اس شخص کے دل میں گھر کر لیں گے۔

ایک شخص مطمئن زندگی گزار رہا ہے' اسے آپ کی ضرورت ہی نہیں' آپ اس کا دل جیتنے کے لئے جتنے چاہے جتن کر لیں' کوئی اثر نہیں ہوگا۔ اثر وہاں ہوگا جہاں کوئی طلب' کوئی پیاس ہوگی۔ جسمانی بقاء کے علاوہ لوگوں کو نفسیاتی بقاء کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ ہر انسان چاہتا ہے کہ اسے سمجھا جائے اور اسے اہمیت دی جائے۔ اگر آپ کسی کی یہ ضرورت پوری کرتے ہیں تو وہ شخص آپ کے دائرہ اثر میں آجاتا ہے۔

اب آپ دیکھیں کہ ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ لوگ اسے سمجھیں اور اس کے مطابق اس سے سلوک کریں۔ لہٰذا جو بھی شخص اپنے آپ کو بھلا کر کسی دوسرے کا درد اپنے سر لینے کی کوشش کرتا ہے تو یہ نہ سمجھئے کہ یہ کوئی آسان کام ہے' یہ کام وہی شخص کر سکتا ہے جس کے سامنے کوئی اعلیٰ نصب العین ہوتا ہے۔ لیکن یہ بہرحال ایک اصول ہے جس کے بغیر کوئی بھی آدمی ٹھوس پیش رفت نہیں کر سکتا۔ جن لوگوں کے ساتھ آپ کو رہنا ہے اور مل کر رہنا ہے اگر ان کے ساتھ آپ کی مفاہمت نہیں ہے تو یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی ڈاکٹر آپ کا مرض معلوم کئے بغیر آپ کو نسخہ تھما دے۔ اولاً تو آپ کو اس نسخے پر اعتماد ہی نہیں ہوگا' دوسرے اسے استعمال کرنے کا نتیجہ کچھ بھی ہو سکتا ہے۔

جب ہم کسی دوسرے کی بات اپنے نقطہ نظر اور اپنے مشاہدات و احساسات کے حوالے سے سنتے ہیں تو ہمارا ردعمل کچھ اس طرح کا ہوتا ہے۔

۱) یا تو ہم اس سے اتفاق کر لیتے ہیں یا اختلاف
۲) اپنی ذہنی سطح کے مطابق مزید کچھ سوالات کے جواب طلب کرتے ہیں۔
۳) اپنے تجربات کی روشنی میں کچھ مشورہ دے دیتے ہیں۔
۴) ہم اپنے محرکات اور رویئے کی بنا پر مخاطب کے محرکات اور رویئے کے بارے میں کوئی رائے قائم کر لیتے ہیں۔

یہ وہ ردعمل ہے جو قدرتی طور پر سامنے آتا ہے اس میں ہماری کسی شعوری کاوش کا دخل نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس سے کسی دوسرے انسان کو صحیح طور پر سمجھنے میں کوئی مدد نہیں مل سکتی۔ آپ کا بچہ دوستوں کے ساتھ گھنٹوں باتیں کرتا رہے گا لیکن آپ کے ساتھ ہوں' ہاں' میں جواب دے کر جان چھڑانے کی کوشش کرے گا۔ کیا اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ کا بچہ آپ کے ساتھ اجنبیت محسوس کرے گا تو آپ فوراً اسے اپنے تجربات سے مستفید کرنے کی کوشش کریں گے جو اس کے لئے غیر ضروری ہیں۔

بامعنی بات سننے کے لئے چار ابتدائی مرحلے طے کرنے لازم ہے۔

۱) آپ جو سنیں اسے دہرا دیں مثلاً ایک آدمی کہتا ہے کہ "میں تنگ آچکا ہوں" تو آپ بھی دہرا دیں کہ "اوہ آپ تنگ آچکے ہیں؟" اگرچہ ایسا کرنا مضحکہ خیز نظر آتا ہے لیکن اس سے بہرحال بہتر ہے کہ آپ یہ پوچھیں کہ کیا ہوا' کیسے ہوا وغیرہ۔
۲) آپ اسی بات کو ایک دوسرے پیرائے میں دہرا دیں مثلاً "اس کا مطلب ہے حالات خراب ہیں"۔ اس سے یہ ظاہر کرنا مطلوب ہوتا ہے کہ آپ واقعی "سن" رہے ہیں۔
۳) آپ کی بات سے یہ ظاہر ہو گویا آپ حالات کو محسوس کرنے کی کوشش کر رہے ہوں' مثلاً یہ کہ "یہ تو تشویش کی بات ہے"۔
۴) آپ نے نہ کسی اتفاق یا اختلاف کا اظہار کیا ہے' نہ کوئی سوال' نہ مشورہ۔

اب یہ اس آدمی پر منحصر ہے کہ وہ آپ تک اپنی بات پہنچائے۔ کیونکہ اسے کافی حد تک احساس ہو چکا ہوگا کہ آپ صورتحال جاننے میں سنجیدہ ہیں۔ اگر آپ دل سے کسی کی بھلائی چاہتے ہیں اور آپ اس قابل ہیں کہ صحیح راہنمائی فراہم کر سکیں تو آپ کے لئے اب راستہ کھلا ہوگا۔ آپ اس شخص سے گفتگو کریں اور اس کے لئے جو کچھ کر سکتے ہوں' کریں۔

اس میں سب سے بڑا مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ کسی آدمی کو سننے اور سمجھنے میں خاصا وقت صرف ہوتا ہے۔ بے کار باتوں میں وقت ضائع کرنے سے بہتر ہے کہ آپ کسی مقصد کے لئے اپنا وقت صرف کریں۔

ہمارا مطالعہ ہماری اپیل
دستورِ خلافت کی تکمیل

دعوت انبیاء ! وقت کی اہم ترین ضرورت

—— نجیب صدیقی ' کراچی ——

کچھ زیادہ عرصہ کی بات نہیں ہے جب شہروں کی آبادیاں اتنی زیادہ نہ تھیں۔ رمضان المبارک کے دنوں میں چھوٹے بڑے قصبات کے علاوہ شہروں میں سحری کے وقت جگانے کے لئے لوگ گروپوں کی شکل میں نکل جایا کرتے تھے۔ یہ لوگ عموماً نعت پڑھتے ہوئے جایا کرتے تھے اور درمیان میں صدا لگایا کرتے تھے کہ سحری کا وقت ہوگیا ہے روزے دارو اُٹھ جاؤ۔ عجیب منظر ہوتا تھا ایک آدمی ہاتھ میں لالٹین لئے ہوئے ہے۔ ایک شخص نے نعت کی کتاب کھول رکھی ہے' ایک مصرعہ پڑھاتا اور بقیہ سب دہراتے ہیں۔ رات کے سناٹے میں ان کی آواز گونجتی تھی اور دل خود بخود ان کی طرف کھنچتا تھا۔ یہ وہ لوگ تھے جو خلوص و اخلاص کے ساتھ اپنے رب کو راضی کرنے کے لئے سڑکوں اور گلیوں میں پھرا کرتے تھے۔ یہ چھوٹی سی جماعت خیر کے فروغ کے لئے از خود پہنچ جاتی تھی۔

انسان کے اندر خیر کے لئے جو جذبہ موجود ہے اس کو اگر تھوڑی سی مہمیز مل جائے تو وہ اُبھرتا ہے' انسان بے تابانہ اس کی طرف دوڑتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ نیکی کا کام کرنے والے اپنے گرد سعید روحوں کو جمع کرلیتے ہیں۔ انسانی فطرت پر اگر زمانے کی گرد نہ پڑی ہو تو وہ نیکی کے لئے بہت جلد آمادۂ عمل ہو جاتا ہے۔

سائنسی عروج نے بہت سی انسانی قدروں کو پامال کر دیا ہے۔ مساجد میں لاؤڈ اسپیکر لگ گئے ہیں۔ اب وہیں سے سحری کے لئے لوگوں کو جگایا جاتا ہے' لہٰذا وہ لوگ جو ٹولیوں میں نکل کر محبت کا پیغام تقسیم کرتے تھے رک گئے۔ سائنس کے عروج نے ایک نقصان یہ بھی پہنچایا کہ مسجدوں کے وعظ بند ہو گئے۔ ٹی وی کے پروگراموں نے خیر کے کاموں کو تلپٹ کردیا۔ ٹی وی سے خیر کا بڑا کام لیا جاسکتا تھا مگر میڈیا پر جو لوگ قابض ہیں ان کی زندگی کا واحد مقصد لہو ولعب ہے۔ ان کی بنیادی فکر یہ ہے کہ یہ تفریح کا ذریعہ ہے قوم کے نونہالوں کو جدھر لگادیا جائے وہ اُدھر ہی جائیں گے۔ لہٰذا آج قوم کی اکثریت ڈرامے' پوپ سنگنگ اور تفریح کے دوسرے پروگراموں کی رسیا بن گئی ہے۔

مساجد جہاں وعظ و نصیحت کے ذریعہ لوگوں کی تربیت کی جاتی تھی' انہیں خیر کے کاموں پر ابھارا جاتا تھا' برائیوں کے خوفناک انجام سے ڈرایا جاتا تھا' ان میں خوفِ خدا پیدا کیا جاتا تھا' وہ محفلیں اُجڑ گئیں' ان کی جگہ تفریق مسلک نے لے لی۔ اوّل تو کوئی وعظ و نصیحت سننے پر آمادہ نہیں ہے' تھوڑا بہت موقع جب بھی ملتا ہے مولوی صاحب مسالک کے امر کو لوگوں کی رگوں میں اُتارنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مساجد کے منبر سے قرآن مجید کی تعلیم دی جاتی تھی' آخرت کے تصور کو لوگوں کے ذہنوں میں راسخ کیا جاتا تھا۔ یہ آخرت کا تصور ہی ہے جو انسانوں کو سیدھا رکھ سکتا ہے۔ اسے جب یقین ہو جائے کہ ہمارے ہر ہر لمحہ کا حساب ہوگا' کھرے اور کھوٹے کو الگ کر دیا جائے گا اور اسی کی بنیاد پر کامیابی اور ناکامی کا دارومدار ہوگا۔ یہ عقیدہ جب تک ذہنوں میں راسخ نہ ہوگا برائیوں سے اجتناب بہت مشکل ہے۔ یہ تقویٰ انسان کو قناعت پر مجبور کرے گا اور اس کے اندر خیر و شر کا جذبہ پیدا ہوگا۔

دنیا میں جتنے نبی آئے سب کی دعوت کا محور و مرکز یہی تھا کہ اے لوگو! یہ دنیا ایک دن تمام ہو جائے گی۔ جو شخص اس دنیا میں آیا ہے اسے واپس جانا ہے۔ وہاں تمہیں یا تو نعمتوں سے سابقہ پیش آئے گا یا سختی سے۔ وہ لوگ جو اس دنیا میں اللہ کی بندگی اختیار کریں گے اس کے اوامر و نواہی کا خیال رکھیں گے اور اپنی زندگی کو اس کے احکام کے مطابق گزاریں گے وہ آنے والی دنیا میں راحت پائیں گے اور وہ لوگ جو اس دنیا کے کھیل تماشے میں لگے رہیں گے اور آنے والی زندگی کی طرف سے غافل رہیں گے وہی لوگ عذاب کی سختی سہیں گے۔

یہ منادی کرنے والے گلیوں اور سڑکوں پر گھوم گھوم کر لوگوں کو جگایا کرتے تھے' اس غفلت سے بیدار کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ ہمیں تم سے کوئی بدلہ نہیں چاہئے۔ ہم تو تمہارے خیر خواہ ہیں' وہ دن یقیناً آکر رہے گا جس کی خبر ہم تمہیں دے رہے ہیں۔ اللہ نے ہمیں اس بات پر مامور کیا ہے کہ اس کے بندوں کو بتادیا جائے اور جتا دیا جائے تاکہ وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہمیں یہ باتیں کیوں نہ بتائی گئیں۔

آج بھی اس بات کی ضرورت ہے کہ انبیاء کی دعوت کو لے کر لوگ اُٹھ کھڑے ہوں' چھوٹی بڑی جماعتیں ہر طرف سے منہ موڑ کر دعوت اور صرف دعوت کا کام کریں۔ فرقہ واریت اور مسلکوں سے بلند ہو کر نصح و خیر خواہی کا کام انجام دیں۔ آج بھی پیاسی روحیں اس کی متلاشی ہیں۔ خلوص و اخلاص کے ساتھ جب بھی دعوت اُٹھے گی لوگوں کے دل اس کی طرف ضرور کھنچیں گے۔

تعارف کتب

نام کتاب	:	سود کے خلاف وفاقی شرعی عدالت کا تاریخی فیصلہ
اردو ترجمہ	:	جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن' سابق چیف جسٹس وفاقی شرعی عدالت
ناشر	:	صدیقی ٹرسٹ 458 گارڈن ایسٹ کراچی 74800
قیمت	:	درج نہیں۔

سود کے خلاف وفاقی شرعی عدالت کا تاریخی اور تاریخ ساز فیصلہ اس وقت کے چیف جسٹس وفاقی شرعی عدالت جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن نے 14 / نومبر 1991ء کو صادر فرمایا تھا اب محترم جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن صاحب نے صدیقی ٹرسٹ کے ایماء پر اپنے فیصلہ کا اردو ترجمہ بھی فرمادیا ہے اللہ تعالیٰ جسٹس صاحب موصوف کو دین و دنیا میں اس کا اجر عطا فرمائے۔

اس کتاب کی اہمیت ایک تو اس لحاظ سے ہے کہ ملک کی اکثریت اردو دان ہے لیکن اس سے بھی زیادہ اہمیت یہ ہے کہ اصل فیصلہ جو انگریزی میں تحریر ہے اور جسے پی۔ ایل۔ ڈی پبلشرز' لاہور نے شائع کیا تھا' شاید عام آدمی کے افادہ کے لئے بازار میں دستیاب بھی نہیں ہے۔ بہت سارے لوگ سود کے بارے میں مسائل دریافت کرتے رہتے ہیں' ایسے لوگوں کے لئے یہ کتاب بہترین راہنمائی کا ذریعہ ہے۔

(تبصرہ نگار : سردار اعوان)

خراسانِ پاکستان میں تین دن

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کے دورۂ بٹ خیلہ کی روداد

(آخری قسط)

مرتب : انور کمال

۲۳/ اگست کو صبح بیدار ہوئے تو آسمان کے بڑے حصے کو گہرے بادلوں نے ڈھانپ رکھا تھا اور گرج چمک کا سلسلہ جاری تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے زور دار بارش شروع ہو گئی۔ بارش تھمنے کے کوئی آثار نظر نہیں آتے تھے۔ جوں جوں جلسے کا مقررہ وقت قریب آ رہا تھا' بارش کی شدت اور رفقاء کی پریشانی بڑھ رہی تھی۔ آخر کار رفقاء کی دعائیں قبول ہوئیں اور پونے ۹ بجے یعنی جلسہ کے آغاز کے وقت سے ۱۵ منٹ قبل بارش رک گئی۔ اس طرح ہم لوگوں کی جان میں جان آئی۔ جلسہ گاہ میں قناتیں اور سٹیج بارش شروع ہونے سے پہلے ہی لگا دیا گیا تھا۔ بارش نے ان کی خوب دھلائی کی۔ بارش رکنے کے باوجود قناتوں سے کافی دیر تک پانی ٹپکتا رہا۔ امیر محترم اور دیگر رفقاء بروقت نو بجے ظفر پارک بٹ خیلا پہنچ گئے۔ بارش کی وجہ سے جلسہ گاہ کے بعض حصوں میں جو قدرے نشیبی تھے' پانی کھڑا تھا۔ تاہم بعض دیگر حصے جو قابل استعمال تھے' وہاں منتظمین نے جلد از جلد دریاں اور کرسیاں لگائیں۔ جلسہ گاہ کے چاروں طرف قرآنی آیات' احادیث اور انقلابی نعروں کے بینرز اور ٹی بورڈز ترتیب کے ساتھ سجائے گئے تھے' جن سے جلسہ گاہ کی خوبصورتی کو چار چاند لگ گئے۔ امیر تنظیم کی ہدایت پر جلسہ شروع ہونے سے قبل لاؤڈ سپیکر پر کلام پاک کی تلاوت بذریعہ کیسٹ سنائی جاتی رہی۔ بارش کے باعث چونکہ جلسہ گاہ کو از سرنو ترتیب دینا پڑا لہٰذا جلسہ کی کارروائی قدرے تاخیر سے' قریباً ساڑھے نو بجے شروع ہوئی۔ رفیق تنظیم خورشید انجم صاحب نے تلاوت قرآن مجید کی سعادت حاصل کی۔ انہوں نے سورۂ صف کی آیات کی بڑے دلنشین انداز میں تلاوت کی۔ افتتاحی کلمات اور سٹیج سیکرٹری کے فرائض امیر حلقہ مالا کنڈ مولانا غلام اللہ حقانی نے ادا کئے۔ سٹیج پر میجر (ر) فتح محمد' حافظ عاکف سعید' ڈاکٹر محمد اقبال صافی' ڈاکٹر عبدالخالق' محمد اکرام کوشل اور امیر محترم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ اپنی مخصوص نشستوں پر تشریف فرما تھے۔ مولانا غلام اللہ حقانی نے اپنے تمہیدی خطاب میں تنظیم اسلامی کے کام اور مرکزی انجمن کی قرآنی دعوت کا تعارف جامع انداز میں کرایا۔ بعد ازاں سٹیج پر موجود مہمان مقررین کا رسمی تعارف کرانے کے بعد سب سے پہلے ڈاکٹر اقبال صافی کو دعوت خطاب دی۔ محترم صافی صاحب نے دس منٹ خطاب فرمایا۔ کم و بیش اتنا ہی وقت میجر فتح محمد صاحب نے لیا۔ مولانا غلام اللہ حقانی سمیت دونوں مقررین نے پشتو میں خطاب کیا۔ راقم چونکہ پشتو زبان سے بالکل نابلد ہے اس لئے دونوں مقررین کی باتیں سر کے اوپر سے گزر گئیں البتہ احباب سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ انہوں نے عام مسلمان کی دینی ذمہ داریوں کے حوالے سے بات کی ہے۔

میجر صاحب کے خطاب کے بعد نائب امیر ڈاکٹر عبدالخالق کو دعوت خطاب دی گئی۔ انہوں نے سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۳۰ کے ابتدائی حصے کے حوالے سے بات کی کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت انسان کو منصب خلافت پر فائز کرنے کی نوید سنائی ہے۔ انہوں نے کہا کہ عالمی خلافت کے قیام کیلئے ضروری ہے کہ ہم پہلے انفرادی طور پر خلیفۃ اللہ ہونے کا حق ادا کریں۔ انہوں نے کہا کہ انسانی زندگی کے دو گوشے ہیں' انفرادی اور اجتماعی۔ انفرادی سطح پر منصب خلافت کا تقاضا ہے کہ عقائد' عبادات اور رسومات' یہ سب معاملات ہدایت ربانی کی روشنی میں انجام دیئے جائیں۔ اسی طرح اجتماعی زندگی کے حوالے سے سیاسی' معاشی اور معاشرتی سطح پر بھی اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ احکامات کو نافذ و قائم کرنے ہی سے اس منصب کا تقاضا پورا ہو سکتا ہے۔

حافظ عاکف سعید صاحب نے "نفاذ شریعت کی اہمیت" کے موضوع پر درس قرآن کے پیرائے میں اجتماع سے خطاب کیا۔ انہوں نے سورۂ مائدہ کی آیت ۴۴ تا ۵۰ کا ترجمہ و تشریح بیان کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے دین حق اس لئے عطا کیا ہے کہ اس کو قائم و نافذ کیا جائے۔ یہ صرف علمی تحقیق کی خاطر یا پڑھنے پڑھانے اور محض ثواب حاصل کرنے کیلئے نازل نہیں کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے دو ٹوک انداز میں فرما دیا ہے کہ جو لوگ اللہ کی نازل کردہ شریعت اور قانون کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہی لوگ کافر ہیں' وہی ظالم ہیں' وہی فاسق ہیں۔ انہوں نے کہا کہ سابقہ امتوں کے زوال کا اصل سبب یہی تھا کہ انہوں نے اللہ کے دین سے روگردانی کی۔ اگر ہم بھی اسی طرح دین سے روگردانی اختیار کرتے ہوئے اللہ کی عطا کردہ شریعت کو نافذ نہیں کرتے تو ہمارا کوئی منہ نہیں ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ پھیلائیں اور دعائیں کریں۔ انہوں نے کہا کہ اگر کسی ریاست میں سو فیصد افراد مسلمان ہیں لیکن وہاں شریعت کا نفاذ نہ ہو تو وہ ریاست اجتماعی سطح پر کافرانہ ریاست ہے۔

ساڑھے دس بجے امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کو "نظام خلافت کیا' کیوں اور کیسے" کے موضوع پر دعوت خطاب دی گئی۔ اس وقت سامعین کا جوش و خروش اور اشتیاق دیدنی تھا۔ جلسہ گاہ کا پنڈال پوری طرح بھر چکا تھا۔ تمام لوگ ہمہ تن گوش ڈاکٹر صاحب مدظلہ کی طرف متوجہ تھے۔ اس وقت تک بادل بھی چھٹ چکے تھے اور سورج نے بھی اپنی آب و تاب کے ساتھ چمکنا شروع کر دیا تھا اور پنڈال سے باہر کھڑے لوگ بھی دریوں اور کرسیوں پر بیٹھ چکے تھے۔

آپ نے خطبۂ مسنونہ' تلاوت آیات اور ادعیہ ماثورہ کے بعد فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ گھٹنوں کے کامیاب اپریشن کے بعد آپ لوگوں سے مخاطب ہوں۔ اگرچہ ڈاکٹروں کی طرف سے مجھے سفر نہ کرنے کی ہدایت ہے' تاہم اللہ کی تائید و توفیق سے آج یہاں حاضر ہوں۔ دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بارش رک گئی اور ہم جلسہ کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں' ورنہ آج صبح موسم کے تیور دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ آج جلسہ کرنا ممکن نہ ہو گا۔

امیر تنظیم ڈاکٹر اسرار احمد نے نظام خلافت کیا' کیوں اور کیسے کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نظام اور قانون دو مختلف چیزیں ہیں۔ قانون رائج الوقت نظام کو چلانے کیلئے بنایا جاتا ہے۔ چنانچہ اگر ملک کا نظام ظلم اور استحصال پر مبنی ہو' اس میں شرعی سزائیں نافذ کر دی جائیں تو چوری اور ڈاکہ تو ضرور ختم ہو جائے گا لیکن جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کو اس کا زیادہ فائدہ ہو گا کہ ان کی جائز و ناجائز ذرائع سے حاصل کی ہوئی دولت کو تحفظ مل جائے گا۔

غلط نظام ایک دو دھاری تلوار کی مانند ہے جبکہ ہمارے ہاں لوگوں کی توجہ صرف قانون کی حد تک ہے۔ حکم قرآنی تو یہ ہے کہ ﴿ اُدْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً ﴾ "دین میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ"۔ لہٰذا صرف قانون کے درجے میں نہیں بلکہ نظام کی سطح پر دین کا نفاذ ضروری ہے۔ انہوں نے کہا کہ دین کو اگر ایک لفظ میں بیان کیا جائے تو "توحید" ہے یعنی یہ کہ حاکم مطلق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو تسلیم کیا جائے' اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی جائے اور معاشرتی' معاشی اور سیاسی تینوں سطح پر اسلام کا عادلانہ نظام اجتماعی قائم کیا جائے۔ ﴿ اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ﴾ "دین کو قائم کرو اور اس کے معاملے میں متفرق نہ ہو"۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ دین میں کبھی اختلاف نہیں رہا' آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضور ﷺ تک دین ایک ہی ہے' جبکہ شریعتوں میں فرق رہا ہے۔ قرآن مجید میں دو شریعتوں' شریعت موسوی' اور شریعت محمدی ﷺ کا ذکر ملتا ہے۔

ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ نے کہا کہ نفاذ اسلام سے روگردانی کی وجہ سے پاکستانی قوم دنیا کی سب سے بڑی منافق قوم کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ اگر اس ملک میں شریعت کا نفاذ نہ ہوا تو اس ملک کے باقی رہنے کا کوئی جواز نہیں رہتا۔ اسی بدعہدی کی سزا کے طور پر ہم پر عذاب کا کوڑا برسا اور ملک ۷۱ء میں دولخت ہو گیا۔ اور اب اس باقی ماندہ ملک کے بھی ٹکڑے کرنے کے منصوبے بنے ہوئے ہیں۔ پاکستان کے قیام کا جواز صرف اور صرف نفاذ شریعت کی صورت میں برقرار رہ سکتا ہے۔ چنانچہ ہر پاکستانی مسلمان کا فریضہ ہے کہ وہ یہاں اسلام کے قیام کیلئے حتی الامکان سعی و جہد کرے۔

ڈاکٹر صاحب نے خراسان کے حوالے سے مالا کنڈ

ڈویژن کی خصوصی اہمیت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہودیوں کے لیڈر مسیح الدجال کی شیطانی افواج کے مقابلے کیلئے اسی خطے سے' جس میں افغانستان اور پاکستان کا شمال مغربی علاقہ شامل ہے' لشکر نکلیں گے اور قوی امید ہے کہ اس سے پہلے پاکستان میں نظام خلافت کے قیام کی داغ بیل پڑ چکی ہو گی جس کیلئے جدوجہد کرنا ہمارا دینی فریضہ ہے۔ حضور اکرمؐ نے سرزمین ہند کے بارے میں کہا تھا کہ مجھے یہاں سے ٹھنڈی ہوائیں آ رہی ہیں' اقبال نے بھی یہی بات ایک شعر میں بیان کی ہے ۔

میر عربؐ کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ پاکستان کا قیام معجزہ ہے' اس کا قائم رہ جانا معجزہ ہے اور اس کے دستور میں قرارداد مقاصد کا پاس ہو جانا بھی ایک معجزہ ہے۔ دنیا میں کسی ملک کے دستور میں اللہ کی حاکمیت کو تسلیم نہیں کیا گیا۔ ڈاکٹر صاحب نے دو ٹوک الفاظ میں کہا کہ اگر پاکستان میں نظام اسلام کے نفاذ میں تاخیر ہوئی تو بعید نہیں کہ ہماری پختون بیلٹ کٹ کر افغانستان کے ساتھ جا ملے۔

نظام خلافت کیسے قائم ہو؟ اس کی وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا کہ شریعت کا نفاذ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اس کیلئے خون دینا پڑے گا۔ خون دیئے بغیر یہ عظیم انقلاب کبھی آیا ہے نہ آئے گا۔ خون بھی ایسا ہو جس کا تزکیہ نفس ہو چکا ہو' وہ نجس اور ناپاک خون نہ ہو۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ ہمارے ملک میں دستوری سطح پر نفاذ شریعت کا کام ناقص انداز میں ہوا ہے۔ دستور میں اللہ کی حاکمیت کا اقرار شامل ہے اور یہ بات بھی کہ یہاں قرآن و سنت کے منافی کوئی قانون سازی نہیں ہو سکتی' لیکن اس کے ساتھ ساتھ دستور میں چور دروازے بھی رکھ دیئے گئے ہیں۔

انقلابی عمل کے چھ مراحل کو بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ اولاً انقلابی نظریہ اور انقلابی فکر و فلسفہ کی نشر و اشاعت کی جائے۔ ثانیاً جو لوگ اس انقلابی نظریہ کو ذہناً قبول کریں ان پر مشتمل ایک مضبوط اجتماعیت قائم کی جائے۔ ثالثاً ان کارکنوں کی انقلاب کے نظریہ اور فکر کی مناسبت سے تربیت ہو۔ رابعاً تشدد اور تعذیب کے جواب میں صبر محض کا رویہ اپنایا جائے۔ خامساً جب مناسب قوت فراہم ہو جائے تو اس غلط نظام کو چیلنج کرنے کی خاطر اس کی کسی دکھتی رگ کو چھیڑا جائے۔ اس انقلابی مرحلہ کا چھٹا مرحلہ مسلح تصادم ہے۔ اگر انقلابی جماعت نے پہلے پانچ مراحل طے کرنے کا حق ادا کر دیا ہے تو اللہ کی رحمت سے قوی امید ہے کہ وہ انقلابی جماعت کامیاب ہو جائے گی اور اس انقلابی نظریہ کے مطابق پورا نظام یکسر تبدیل ہو کر رہے گا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ آج کے دور میں مسلم معاشرے میں مسلح تصادم کی بجائے یک طرفہ طور پر قربانیاں دے کر انقلاب برپا کرنے کے امکانات زیادہ ہیں۔ مسلم ملک کی مسلمان پولیس کب تک انقلابی کارکنوں پر لاٹھیاں برسائے گی اور مسلمان فوج کب تک گولیاں چلا کر ان نہتے مظاہرین کو مارے گی جو صرف اللہ کی خاطر منکرات کے خلاف میدان میں نکلے ہوں۔ ڈاکٹر صاحب نے انقلاب ایران کی مثال پیش کرتے ہوئے کہا کہ شاہ ایران کے پاس ایشیا کا سب سے بڑا اسلحہ خانہ تھا۔ جس طرح کے مظالم اس ایرانی فوج نے ڈھائے اس کی مثال موجودہ دور میں مشکل سے ہی ملے گی۔ آخر کار فوج نے ان مظاہرین پر گولیاں چلانے سے انکار کر دیا نتیجتاً شاہ کو ملک چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔ اگر حکومت وقت اس تحریک کو کچل بھی دے تب بھی جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں جانیں دی ہوں گی ان کی قربانیاں ہرگز ضائع نہیں ہوں گی' اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم سے نوازے گا۔ امیر تنظیم اسلامی نے فرمایا کہ اس نظام کو بدلنے کے ہم مکلف نہیں ہیں' البتہ اس کو بدلنے کی جدوجہد ہم پر فرض ہے اور ان شاء اللہ وہ وقت آ کر رہے گا کہ پورے کرۂ ارض پر اللہ کا دین غالب ہو کر رہے گا' جس طرح حضورؐ کی حیات طیبہ میں جزیرہ نمائے عرب پر غالب ہوا تھا۔

ڈاکٹر صاحب نے تقریباً سوا دو گھنٹے خطاب فرمایا جسے شرکاء نے بڑی توجہ اور دلچسپی سے سنا۔ سامعین کی دلچسپی کا یہ عالم تھا کہ تقریر کے دوران پنڈال سے شاید کوئی ایک شخص بھی نہیں اٹھا۔ تمام حضرات نے جم کر پوری تقریر سنی۔ امیر محترم کے خطاب کے بعد میجر (ر) فتح محمد صاحب نے اردو اور پشتو میں سامعین کا شکریہ ادا کیا۔ بعد ازاں اجتماعی بیعت کے لئے لوگوں کو دعوت دی گئی۔ مقامی رفقاء اور احباب کی اچھی خاصی تعداد نے ڈاکٹر صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر کے قافلۂ تنظیم میں شمولیت اختیار کی۔ بعد ازاں دعا کے ساتھ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

جلسہ کے بعد مقامی رفقاء اور منتظمین جلسے کے انتظامات سمیٹنے میں لگ گئے۔ امیر محترم اور دوسرے ساتھی واپس اپنے ہوٹل "مالا کنڈ ان" میں آ گئے۔ نماز ظہر اور ظہرانے کے بعد چار بجے تک وہیں آرام کیا۔ چار بجے ہوٹل کو خیرباد کہہ کر پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق سوا چار بجے بٹ خیلہ پریس کلب پہنچے۔ ڈاکٹر صاحب نے تقریباً ایک گھنٹہ تک پریس کلب کے ممبران سے تبادلہ خیال کیا اور سوالات کے جوابات دیئے۔ ڈاکٹر صاحب نے افغانستان اور سوڈان پر امریکی جارحیت کی مذمت کرتے ہوئے تجویز پیش کی کہ جن ملکوں نے ان حملوں کی حمایت کی ہے ان کی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کرنا چاہئے۔ پروگرام کے اختتام پر پریس کلب کے ممبران نے مہمانوں کو چائے پیش کی۔ نماز عصر کلب کے لان میں ادا کی گئی اور مقامی ساتھیوں کو یہیں سے رخصت کر کے واپسی کیلئے رخت سفر باندھا گیا۔

واپسی کے سفر میں پہلا پڑاؤ نوشہرہ شہر تھا۔ میجر (ر) فتح محمد اور مولانا عبدالحلیم افغانی ہمارے ہمرکاب تھے۔ نماز مغرب نوشہرہ میں جناب آزر بختیار خلجی صاحبؒ کے گھر ادا کی گئی۔ موصوف کے گھر کا ڈرائنگ روم تنظیم اسلامی کی لائبریری معلوم ہوتا ہے' جس میں تنظیم اسلامی کی تمام کتب' آڈیو اور ویڈیو کیسٹس کے علاوہ کمپیوٹر اور فیکس بھی رکھا ہوا ہے۔ سوا نو بجے ہم میجر (ر) فتح محمد کے گاؤں زیدہ اور صوابی کے قریب سے ہوتے ہوئے "رانا ڈیری" پہنچے جہاں رات کا قیام پہلے سے طے تھا۔ یہاں میجر (ر) فتح محمد صاحب کے بہنوئی راحت اللہ صاحب نے دریائے سندھ کے کنارے اپنی زرعی اراضی سے ملحق ایک خوبصورت فارم ہاؤس بنایا ہوا ہے۔ یاد رہے کہ بٹ خیلہ جاتے ہوئے مردان میں محترم راحت اللہ صاحب کے گھر کے قیام کے دوران انہوں نے یہاں آنے کی دعوت دی تھی۔ میزبان کی ہدایت پر نماز عشاء کے بعد فارم کے منیجر نے پرتکلف عشائیہ کا اہتمام کیا ہوا تھا۔ پٹھان بھائیوں کی روایتی مہمان نوازی کا نہایت اعلیٰ نمونہ دیکھنے میں آیا۔

۲۴/ اگست بروز سوموار کو نماز فجر کے بعد فارم کے مختلف حصے دیکھے اور دریائے سندھ کے بہتے ہوئے پانی کا نظارہ کیا۔ فارم میں دریا کے کنارے بہتے ہوئے پانی میں ایک تالاب نما احاطہ بنا ہوا ہے جس میں ہمارے بعض ساتھیوں نے "اشنان" بھی کیا۔ آٹھ بجے فارم کے اہلکاروں کو خدا حافظ کہہ کر سرسبز درختوں اور ہرے بھرے کھیتوں کا نظارہ کرتے ہوئے براستہ "ٹوپی" تربیلا ڈیم پہنچے۔ ڈیم کی جھیل کے پانی کی سطح اپنی بلند ترین حدوں کو چھو رہی تھی اور ہوا سے بننے والی لہریں ایک دلکش نظارہ پیش کر رہی تھیں۔ تربیلا ڈیم کو پاکستان کے علاوہ دنیا بھر میں سب سے بڑے بند کی حیثیت حاصل ہے جس کی تعمیر کا سہرا صدر ایوب خان کے سر ہے۔ تربیلا ڈیم پر کھڑے یہ خیال ذہن میں بار بار انگڑائی لے رہا تھا کہ کاش طویل عرصے سے متنازعہ بن جانے والا کالا باغ ڈیم بھی عالم واقعہ میں حقیقت کا روپ دھار سکے تو نہ صرف پانی سے پیاسی زمین سیراب ہو سکے گی بلکہ ملک کے عوام کے اعصاب پر بجلی کے ماہانہ بلوں کی موجودہ گرانی میں بھی کمی واقع ہو گی۔ ایسا کب ہو گا یہ یا تو عالم الغیب جانتا ہے یا ہمارے حکمران' جو خود کو عوام کا خادم کہتے نہیں تھکتے۔ ڈیم پر کچھ وقت گزارنے کے بعد ہم پھر محو سفر ہو گئے۔ اسلام آباد میں ظفر الامین صاحب کے گھر پہنچے۔ دوپہر ایک بجے پروگرام کے مطابق یہاں پنجاب شمالی کے ناظم حلقہ پنجاب شمس الحق اعوان ہمارے استقبال کیلئے موجود تھے۔ امیر محترم کے ہمراہ چند رفقاء نے افغان سفارت خانے میں افغان سفیر مولوی سعید الرحمٰن سے ملاقات کی۔ ملاقات کا اہتمام پشاور کے ساتھی مولانا عبدالحلیم افغانی نے کرایا تھا۔ حلقہ سرحد کے امیر میجر (ر) فتح محمد بھی اس موقع پر موجود تھے۔ اس ملاقات کی رپورٹ یکم ستمبر کے ندائے خلافت میں شائع ہو چکی ہے۔ ظہرانہ کا اہتمام ظفر الامین صاحب نے اپنے گھر پر کیا ہوا تھا اور سچی بات یہ ہے کہ انہوں نے بھی مہمان نوازی میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ بعد ازاں میجر (ر) فتح محمد صاحب اور شمس الحق اعوان کو الوداع کہہ کر ہم لاہور کیلئے عازم سفر ہوئے۔ اسلام آباد میں امیر محترم کے صاحبزادے عاطف وحید صاحب کے گھر پر کچھ دیر کیلئے رکے اور نماز عصر ادا کی۔ عاطف صاحب کے گھر اسلام آباد سے شام پانچ بجے روانہ ہونے کے بعد براستہ موٹر وے رات پونے نو بجے بخیر و عافیت قرآن اکیڈمی لاہور پہنچ گئے۔

آخر میں' میں ان رفقاء و احباب کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں جنہوں نے اس پورے سفر کے دوران ہمارے ساتھ بھرپور تعاون کیا۔ میجر (ر) فتح محمد صاحب' آزر بختیار خلجی صاحب اور ڈاکٹر اقبال صافی صاحب کا ہم خصوصی طور پر شکریہ ادا کرتے ہوئے ہیں جو اپنے گھر' اہل و عیال اور تمام مصروفیات کو چھوڑ کر مسلسل ہمارے ساتھ رہے۔

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں

نعیم اختر عدنان

☆ "کلنٹن صدارت چھوڑ دیں" صحافیوں کے مطالبے پر امریکی صدر مسکرا دیئے۔ (ایک خبر)

✪ ایسے ہی موقع کے لئے کہا جاتا ہے 'چوری تے نالے سینہ زوری'

☆ ملک سے باہر رہ کر بھی تحریک چلا سکتی ہوں۔ (بے نظیر بھٹو)

✪ محترمہ! پھر دیر کس بات کی ہے!

☆ مسئلہ کشمیر حل ہونے کے قریب ہے۔ (بھارتی وزیر دفاع جارج فرنینڈس)

✪ یعنی یک طرفہ طور تاکہ "نہ رہے بانس نہ بجے بانسری"

☆ شریعت بل منظور ہو گا اور کالا باغ ڈیم بھی بنے گا۔ (خواجہ ریاض محمود)

✪ خواجہ صاحب! سی ٹی بی ٹی پر دستخطوں کا ذکر خیر سے بھول گئے ہیں۔

☆ قائداعظم اسلامی نظام کا نفاذ نہیں چاہتے تھے۔ (حنیف رامے)

✪ قارئین "سفید جھوٹ" کی عمدہ مثال ہے۔

☆ حکومت عالمی امن کو ممکن بنانے کیلئے جلد از جلد سی ٹی بی ٹی پر دستخط کردے۔ (فاروق مودودی)

✪ یہ بیان "چوں کفر از کعبہ برخیزد' کجا مسلمانی ماند" کا مظہر ہی تو ہے۔

☆ کنیرڈ کالج کی تقریب میں فلمی اداکارہ صاحبہ کو "دختر مشرق" کا خطاب دے دیا۔ (ایک خبر)

✪ بے نظیر کے بعد ایک اور "دختر مشرق" کا اضافہ۔

☆ ضرورت پڑی تو حکومت سی ٹی بی ٹی پر تمام جماعتوں کو اعتماد میں لے گی۔ (میاں عبدالوحید)

✪ اور اگر نہ پڑی تو یہ نیک کام اکیلی مسلم لیگ ہی انجام دے گی۔ (ان شاء اللہ)

☆ ایٹم بم چیک کرنے کے لئے بار بار تجربات کی ضرورت ہوتی ہے۔ (نوابزادہ نصراللہ خان)

✪ جیسے حقے کو چالو رکھنے کے لئے "چلم" بدلنا ضروری ہوتا ہے۔

☆ امریکہ ہم سے اور ہم امریکہ سے ناراض ہیں۔ (یاسین وٹو)

✪ "سی ٹی بی ٹی" پر دستخط کرنے سے یہ ناراضگی دور کرنے کی کوشش ہی تو ہو رہی ہے۔

دُنیائے اسلام پر یورپ کی عیسائی اقوام کے تسلط کے خلاف اُمت مسلمہ کے قابل فخر مجاہدین میں ایک اہم نام **حضرت امام شامل**ؒ کا تھا'

جنہوں نے ۱۸۳۹ء سے ۱۸۵۹ء تک زار روس کے خلاف جہاد کیا اور جن کے بارے میں غیر مسلم بھی گواہی دیتے ہیں کہ اُن کا کردار بے داغ تھا اور وہ ایک نیک اور پرہیز گار مسلمان ہی نہیں تھے' جرأت' بہادری' دانشوری' ایثار اور قربانی میں بھی اپنی مثال آپ تھے۔ اُن کے حیرت انگیز کارناموں پر مشتمل داستان حیات کتابی صورت میں

اظہار احمد قریشی کی تالیف

حضرت امام شاملؒ

میں مطالعہ کریں۔ سفید کاغذ' ۲۱۴ صفحات' مجلد کور پر امام صاحب کی دیدہ زیب تصویر کے ساتھ ——

قیمت۔/۱۵۰ (سستا ایڈیشن۔/۱۰۰)

ملنے کے پتے:

۱) قرآن اکیڈمی' ۳۶۔ کے ماڈل ٹاؤن' لاہور

۲) فاروقی کتب خانہ 'فدائی مارکیٹ' اردو بازار

۳) نعمانی کتب خانہ' حق سٹریٹ' اردو بازار لاہور

تنظیم اسلامی کوئٹہ کا ایک روزہ پروگرام

ایک روزہ تربیتی پروگرام ۱۵/ اگست کو بعد نماز عصر شروع ہوا جو ۱۶/ اگست بعد نماز عصر تک جاری رہا۔ یہ پروگرام رفیق تنظیم سلیمان قیوم کے گھر میں ہوا۔ یہ ایک روزہ پروگرام قائم مقام امیر تنظیم اسلامی کوئٹہ قاری شاہد اسلام بٹ صاحب کی نگرانی میں ہوا۔ بعد نماز عصر رفقاء نے تین گروپوں میں دعوتی گشت کیا جس میں درس قرآن میں شرکت کی دعوت دی گئی۔ مدینہ مسجد میں قاری شاہد اسلام نے سورۃ العصر پر درس دیا۔ درس قرآن میں ۳۵ احباب نے شرکت کی جن میں جمعیت الاخوان' طالبان اور تبلیغی جماعت کے مقامی کارکن بھی شامل تھے۔ امام مسجد محمد شفیع بھی شریک درس تھے۔

بعد نماز عشاء شاہد اسلام صاحب نے احتساب کے حوالے سے رفقاء سے سوالات کئے۔ شب بیداری کے لئے ساتھیوں کو رات ساڑھے تین بجے بیدار کیا گیا۔ فجر کی نماز کے بعد سلیمان قیوم نے درس حدیث دیا' موضوع امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اہمیت تھا۔ ساڑھے آٹھ بجے نقیب اسرہ عمر دراز نے نظام العمل کے حوالے سے کہا کہ ہر انسان میں احتساب کا خود کار نظام موجود ہے جسے ضمیر کہتے ہیں۔ احتساب کا معاملہ آخرت کے حوالے سے بہت اہم ہے۔ اس لئے کہ اس کا اثر انسان کے اعمال پر بھی ہوتا ہے۔ نو بجے امیر محترم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کا خطاب بذریعہ ویڈیو کیسٹ سنا گیا' عنوان تھا "اللہ اور رسول کی پکار پر لبیک"۔ ۱۲ بجے رفقاء کی تقاریر کا پروگرام ہوا جس میں ۵ رفقاء نے شرکت کی۔ ہر ساتھی کو ۲۰ منٹ کا وقت دیا گیا۔ اسحاق صاحب کا موضوع "قرآن اور امن عالم" تھا۔ دوسرے مقرر جناب عمر دراز تھے جو مقامی اسرہ کے نقیب بھی ہیں' موضوع "اللہ کی رضا" تھا۔ تیسرے مقرر نوجوان ساتھی جناب طارق تھے جو دینی کاموں میں بہت آگے آگے ہوتے ہیں۔ انہوں نے سورۃ العصر پر روشنی ڈالی۔ بعد ازاں راقم نے "دعوت کے نکات" کے موضوع پر خطاب کیا۔ آخری مقرر جناب رضوان صاحب تھے۔ موصوف نے "بنیاد پرستی" کے حوالے سے مغربی میڈیا اور عیسائیت کے پس منظر پر بات کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لے کر آج تک کی تمام سازشوں کے حوالے سے مقرر کی گفتگو بہت معلوماتی اور مفید تھی۔ بعد ازاں طارق صاحب نے "منہج انقلاب نبوی" کے موضوع پر اجتماعی مطالعہ کے ضمن میں گروپ کی شکل میں مذاکرہ کروایا۔ اس کے بعد دعوتی خطاب ہوا۔ جناب عبدالسلام نے "تنظیم اسلامی کی دعوت" کے موضوع پر روشنی ڈالی۔ دعا کے ساتھ یہ ایک روزہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

(رپورٹ : ملک تنویر اعجاز)

کاروانِ خلافت منزل بہ منزل

افغانستان اور سوڈان پر امریکی حملہ کے خلاف تنظیم اسلامی کراچی کا مظاہرہ

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

عالم اسلام کے کسی حصہ میں کوئی آفت آئے اور مسلمانان برصغیر اس پر بے قرار نہ ہوں' یہ ممکن ہی نہیں۔ خواہ ترکی میں خلافت کا خاتمہ ہو یا اسرائیل کا مصر پر حملہ' اس کے خلاف رد عمل اگر کہیں بھرپور طور پر ہوا ہے تو وہ دنیائے اسلام کا یہی خطہ ہے۔ لہٰذا جب مسلمانان پاکستان نے افغانستان اور سوڈان پر امریکی حملہ کی خبر سنی تو اس کا فوری رد عمل شروع ہوا اور امریکہ کے خلاف پاکستان کے طول و عرض میں مظاہرے شروع ہو گئے۔ تنظیم اسلامی' اسلام کی ایک احیائی تحریک ہے لہٰذا اس کو اس بات کا اوروں کی نسبت زیادہ حق تھا کہ وہ اس واقعہ کے خلاف فوری رد عمل ظاہر کرے۔ لہٰذا طے ہوا کہ ہفتہ ۲۳/اگست کو پریس کلب کے سامنے مظاہرہ کیا جائے جس میں شرکت کی خاطر رفقاء نماز عصر کی ادائیگی کے لئے مسجد خضراء میں جمع ہوں۔ ۵۰۰۰ ہینڈ بلز چھپوائے گئے اور ۱۷ عدد بینرز لکھوائے گئے۔ رفیق تنظیم محترم رضوان نور صاحب کو' جو ایک مقامی اخبار میں سرکولیشن مینیجر ہیں' ذمہ داری سونپی گئی کہ وہ پریس کلب سمیت تمام اخبارات تک یہ خبر پہنچادیں۔ صحافی بھائیوں کے نام ایک کھلا خط بنایا گیا جس میں ان سے اپیل کی گئی کہ وہ امت مسلمہ پر امریکی حملے کو Blessing in Disgoise بنانے کے لئے اپنا زور قلم صرف کریں اور امت مسلمہ اور خصوصاً مسلمانان پاکستان میں اتحاد کے واحد ذریعہ اسلام کے نظام حیات کو اپنی تحریروں کا موضوع بنائیں۔ محترم محمد حنیف خان صاحب کو مظاہرہ کا امیر مقرر کیا گیا اور امیر حلقہ محمد نسیم الدین صاحب کی نمائندگی' جو ان دونوں صاحب فراش ہیں' محترم اختر ندیم کو سونپی گئی۔ ساؤنڈ سسٹم کی ذمہ داری محترم جلال الدین اکبر نے سنبھال لی۔ گو کہ یہ مظاہرہ بہت ہی شارٹ نوٹس پر طے ہوا تھا تاہم ۶۰ سے ۷۰ رفقاء اس میں شریک ہوئے۔ نماز عصر کے بعد فارمیشن ہوئی اور رفقاء نے پریس کلب کی جانب مارچ کرنا شروع کر دیا۔ ماٹکنگ اور ہینڈ بلز کی تقسیم بھی اس دوران جاری رہی۔ عابد جاوید خان صاحب نے مائک سنبھالا ہوا تھا اور بڑے جوش و خروش کے ساتھ کہہ رہے تھے کہ یہود و نصاریٰ کبھی مسلمانوں کے دوست نہیں ہو سکتے۔ ان کی سازشوں سے ہمیں ہردم چوکنا رہنا چاہئے۔ جب یہ قافلہ پریس کلب پہنچا تو رضوان نور صاحب وہاں ہمارے منتظر تھے۔ پریس ریلیز اور کھلے خط انہوں نے وہاں صحافیوں میں تقسیم کر دیئے۔ پریس ریلیز میں امیر حلقہ کا وہ پیغام بھی موجود تھا جس میں انہوں نے کہا تھا کہ امت مسلمہ کو جرم ضعیفی کی سزا دی جا رہی ہے لہٰذا امت مسلمہ کو متحد ہو کر یہود و نصاریٰ کے مقابلہ کیلئے تیار ہو جانا چاہئے۔ گو کہ پروگرام پریس کلب کے سامنے ہی مظاہرہ کا تھا لیکن ہمارے نوجوان رفقاء کا اصرار تھا کہ ہمیں یہاں سے مارچ کرتے ہوئے امریکن قونصلیٹ تک چلنا چاہئے اور وہاں اپنا احتجاج ریکارڈ کروانا چاہئے لہٰذا فوری طور پر موجود ذمہ داران نے آپس میں مشورہ کیا۔ ہمیں معلوم تھا کہ قونصل خانے کی طرف جانے والی سڑک بند کر دی گئی ہے تاہم ہمارے رفقاء کا یہ اصرار تھا کہ ہم جہاں تک پہنچ سکیں ضرور چلیں۔ جہاں ہمیں روکا گیا ہم تنظیم کی پالیسی کے مطابق وہیں سے لوٹ آئیں گے۔ اس اصول کے تحت کہ

لازم ہے دل کے ساتھ رہے پاسبان عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

طے پایا کہ ہمیں اللہ کا نام لے کر آگے بڑھنا چاہئے۔ لہٰذا ہم مارچ کرتے ہوئے اس مقام تک پہنچ گئے جہاں باڑھ لگا کر راستے کو بند کر دیا گیا تھا۔ ہمیں دیکھتے ہی وہاں موجود پولیس افسران اپنے سپاہیوں کے ساتھ ہماری طرف لپکے۔ انہوں نے بندوقیں تانی ہوئی تھیں گویا کہ ہم کوئی دشمن فوج کے سپاہی ہیں۔ ہم نے انہیں بتایا کہ ہمارا یہ مظاہرہ قطعی طور پر پرامن ہے آپ لوگوں کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ ہم اپنا احتجاج ریکارڈ کروا کر واپس روانہ ہو جائیں گے۔ اتنے میں فضا میں بکتر بند گاڑیوں کی مکروہ چیخیں بلند ہونا شروع ہوئیں اور دیکھتے ہی دیکھتے رینجرز کی متعدد گاڑیاں وہاں پہنچ گئیں۔ کاش کہ ہمارے قانون نافذ کرنے والے ادارے کراچی کی بدامنی دور کرنے کے لئے بھی اسی مستعدی کا مظاہرہ کرتے۔ انجینئر نوید احمد للکار رہے تھے

مغرب کی نماز سے قبل ہم مارچ کرتے ہوئے واپس مسجد خضراء پہنچے۔ قانون نافذ کرنے والے لوگوں کے گھیرے میں رفقاء کے چہرے پرسکون تھے اور خلاف معمول اتنی لمبی واک کے بعد بھی' جس میں ہم جیسے ناتواں لوگ بھی شامل تھے' ہمارے چہروں پر کسی قسم کی تھکن کے آثار نہ تھے بلکہ ان کے چہرے خوشی سے کھل رہے تھے کہ انہوں نے باطل کو روبرو جا کر للکارا ہے۔ نماز مغرب سے قبل اختر ندیم صاحب نے رفقاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ سورۃ العصر کی روشنی میں ہم نے ایمانی قوت کے بل پر احقاق حق کا فریضہ ادا کیا ہے جس سے ایک بار باطل قوتوں کے محافظوں میں سراسیمگی پھیل گئی گو کہ وہ جدید ترین اسلحوں سے لیس اور ہم بالکل نہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہماری کوششوں کو مقبول فرمائے۔ آخر میں امیر حلقہ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا پر اس اجتماع کا اختتام ہوا۔

(رپورٹ : محمد سمیع)

تنظیم اسلامی لاہور جنوبی کا ماہانہ اجتماع

تنظیم اسلامی لاہور جنوبی کا ماہانہ اجتماع ۴/اگست کو دفتر تنظیم میں منعقد ہوا۔ محترم اشرف قریشی نے سورۃ المائدہ کے حوالہ سے کہا کہ حقیقی محبت و چاہت' الفت و رفاقت پر مبنی تعلقات "رفیق اعلیٰ" یعنی اللہ تعالیٰ' رسول اللہ اور ان مخلص مومنین سے ہونے چاہئیں' جنہوں نے اللہ تعالیٰ' رسول مقبولؐ اور مومنین کو اپنا ولی بنائے رکھا۔ دراصل ایسے ہی صالحین پر حزب اللہ مشتمل ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا بات بے سروسامانی اور قلت تعداد کی نہیں' قلبی خلوص و اخلاص کی ہے۔ پلہ تو انہی کا بھاری ہوتا ہے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ' اللہ کا رسولؐ اور مومنین صالحین ہوتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آج ہم کثرت تعداد کے باوجود اس لیے مغلوب ہیں۔ ہم من حیث الامت حزب اللہ کی شرائط پر پورا نہیں اُترتے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تو آج بھی قائم و دائم ہے۔ ماہانہ رپورٹ محمد عباس نے پیش کی۔ انہوں نے بتایا کہ لائبریری سے ۱۹/احباب نے استفادہ کیا۔ دعوت فورم میں ۳۸ احباب شریک ہوئے۔ سہیل خورشید نے متعدد دوکانداروں سے رابطہ کیا اور انہیں تنظیم اسلامی کا لٹریچر فراہم کیا۔

امیر غازی محمد وقاص نے نقباء اسرہ جات کو تلقین کی کہ وہ اپنے طور پر بھی اپنے اپنے علاقہ جات میں دعوتی پروگرام مرتب کریں تاکہ تنظیم اسلامی کے انقلابی فکر کو وسعت دی جا سکے اور سوئی ہوئی امت کو بیدار کرنے میں مدد مل سکے۔ بعد ازاں نئے تعارفی سلسلہ کے تحت محترم اسلم قاضی صاحب نے اپنا تفصیلی تعارف کرایا۔ پروفیسر فیاض حکیم نے تنظیمی کاموں کو سراہتے ہوئے رفقاء کو پابندی وقت کی تلقین کی اور کہا کہ وہ اپنے دعوتی پروگراموں میں وسعت دیں نیز انہوں نے نقباء کو زیادہ سے زیادہ رفقاء و احباب سے ملاقاتیں کرنے اور اس کی رپورٹ مرتب کرنے کو کہا۔ نوجوان رفیق جہانزیب برکی ان پروگراموں کے انتظامات میں پیش پیش رہے۔ (رپورٹ : ابوالمہتاب چوہدری)

امیر حلقہ سرحد و ناظم پشاور اور مردان ڈویژن کا دورۂ خویشگی

امیر حلقہ سرحد میجر (ر) فتح محمد اور ناظم ذیلی حلقہ پشاور و مردان ڈویژن ڈاکٹر محمد اقبال صافی نے اُسرہ خویشگی پایاں کا ایک روزہ دورہ کیا۔ انہوں نے مقامی رفقاء سے انفرادی و اجتماعی تفصیلی ملاقاتیں کیں اور تنظیمی امور کے حوالے سے مسائل پر مشاورت کی۔ اس موقع پر امیر حلقہ نے فرمایا کہ

تمام مسائل کے باوجود ہمیں دین کی دعوت لوگوں تک پہنچانی ہے اور دور حاضر کے شرک اکبر یعنی مغربی جمہوریت کی خرابیوں سے لوگوں کی روشناس کرانا چاہئے۔

(رپورٹ : خضر حیات)

اُسرہ خویشگی حلقہ سرحد میں عربی گرائمر اور قرآن فہمی کورس کی تقریب تقسیم اسناد

تنظیم اسلامی حلقہ سرحد میں اُسرہ خویشگی کے زیر اہتمام ۱۵/ جون سے ۱۴/ اگست تک عربی گرائمر و قرآن فہمی کورس کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں سات اساتذہ اور آٹھ طالب علم شریک ہوئے۔ مدرس کے فرائض جناب خضر حیات نے ادا کئے۔ صبح ۷ سے ۹ بجے تک روزانہ کلاسز ہوتی تھیں جن میں عربی گرائمر حصہ اوّل و دوئم' عربی ریڈر اور قرآن حکیم کے منتخب نصاب پر مشتمل حصے پڑھائے گئے۔ ہفتے میں دو مرتبہ امیر محترم کے دروس قرآنی پر مشتمل ویڈیو کیسٹ بھی دکھائے جاتے رہے۔ کورس کے اختتام پر زبانی اور تحریری امتحان بھی لیا گیا۔ تقریب تقسیم انعامات میں صدر انجمن خدام القرآن سرحد ڈاکٹر اقبال صافی مہمان خصوصی تھے۔ ۱۴/ اگست بعد نماز مغرب تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن حکیم سے ہوا۔ بعد ازاں جناب خضر حیات نے تعلیم و تعلّم قرآن کی اہمیت کے حوالے سے سیر حاصل گفتگو کی۔ آخر میں اُنہوں نے انجمن خدام القرآن کا تعارف کراتے ہوئے حاضرین کو اس کی غرض و غایت سے آگاہ کیا۔ ڈاکٹر اقبال صافی نے کامیاب طلباء کو اسناد اور مبارکباد دی۔ انہوں نے اُسرہ خویشگی کی اس کاوش کو سراہا اور آئندہ بھی ایسے پروگراموں کے انعقاد کی ضرورت و اہمیت پر زور دیا۔ اجتماعی دعائے خیر کے بعد یہ محفل اختتام پذیر ہوئی۔ (رپورٹ : طارق خورشید)

تنظیم اسلامی گجرات مرکز کی دعوتی سرگرمیاں

۸ / اگست کو شہر کنجاہ ضلع گجرات کی ایک مسجد میں ایک روزہ دعوتی پروگرام طے پایا۔ جس میں سو سے زائد افراد شریک ہوئے۔

۸ / اگست کی صبح یہ قافلہ کنجاہ کے لیے روانہ ہوا اور ساڑھے بارہ بجے کنجاہ پہنچ گیا۔ بعد نماز ظہر دو گروپوں نے مسجد کے اردگرد کے علاقہ میں ہینڈ بلز تقسیم کئے۔ بعد نماز عصر راقم نے سورۃ العصر کے حوالہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یہ سورۂ مبارکہ بظاہر تو بہت چھوٹی اور عام فہم ہے لیکن اپنی فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے گویا سمندر کو کوزے میں بند کر دینے کے مترادف ہے۔ اس میں ایک بندہ مومن کی نجات اُخروی کا نسخہ بیان ہوا ہے جس میں کمی بیشی کرنے سے ناکامی کے سوا کچھ حاصل نہ ہو گا۔

بعد نماز مغرب جناب عبدالرؤف نے "عبادتِ رب" کے موضوع پر خطاب کیا۔ انہوں نے کہا عبادت نام ہی اس اطاعت کا ہے جو بندہ اپنے آپ کو بلاچون وچرا اپنے مالک حقیقی کے قدموں میں ڈال کر کرے۔ اور ہر ایک شعبۂ زندگی میں اس کے حکم کے سوا کسی کا حکم نہ مانے۔ قرآن کریم کا فیصلہ ہے کہ "اللہ کی کتاب کی بعض باتوں کو ماننے اور بعض کو چھوڑ دینے کی سزا یہ ہے کہ ایسے شخص کو دُنیا میں ذلیل و رسوا کر دیا جائے اور روز آخرت سخت ترین عذاب میں پھینک دیا جائے گا"۔ عبدالرؤف صاحب کے اس خطاب کے ساتھ ہی یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

(رپورٹ : مقصود احمد)

اسرہ پھالیہ اور علی پور کی دعوتی سرگرمیاں

۱۵ /اگست کو علی پور کی مسجد میں ایک روزہ دعوتی پروگرام منعقد ہوا' جس میں چھ رفقاء نے شرکت کی۔ نماز عصر کے بعد قرب وجوار میں ہینڈ بلز تقسیم کئے گئے۔ بعد نماز مغرب جناب مقصود احمد بٹ صاحب نے "راہ نجات" کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ انہوں نے تنظیم کا تعارف بھی بڑے عمدہ انداز میں کرایا۔

بعد نماز عشاء راقم نے "فرائض دینی کا جامع تصور" بیان کیا۔ نقیب اسرہ پھالیہ جناب ڈاکٹر مشتاق احمد نے رفقاء کو "نظام العمل" کا مطالعہ کروایا۔ پھر رفقاء سے ادعیہ ماثورہ سنی گئیں۔ رات گیارہ بجے پروگرام کا اختتام ہوا۔ دوسرے روز نماز فجر سے پہلے راقم نے رفقاء سے ناظرہ قرآن سنا اور غلطیوں کی تصحیح کی۔ (رپورٹ : حافظ عنایت اللہ)

تنظیم اسلامی لاہور جنوبی کا دعوت فورم

یوم آزادی کی مناسبت سے ۲۱ / اگست کو تنظیم اسلامی لاہور جنوبی نے بعد نماز مغرب "دعوت فورم" میں "استحکام پاکستان اور اس کے تقاضے" کے عنوان سے مرزا ایوب بیگ کی صدارت میں جلسہ منعقد کیا۔ میزبان لاہور جنوبی کے امیر غازی محمد وقاص تھے جبکہ سٹیج سیکرٹری کے فرائض راقم نے ادا کئے۔ جلسہ کا آغاز مغیث احمد کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ جنہوں نے سورۂ انفال کی آیات کی تلاوت اور مفہوم پیش کیا۔

"اور یاد کرو وہ وقت جب تم تعداد میں قلیل اور مغلوب تھے۔ تم پر ہر آن اچک لئے جانے کا خوف مسلط تھا۔ اللہ نے تمہیں جائے پناہ عطا کی اور اپنے فضل و کرم سے قوت و طاقت فراہم کی اور تمہیں پاک اشیاء پر مشتمل رزق دیا تاکہ تم لوگ شکر گزار بنو"۔

مذکورہ آیات قرآنی جس قدر مکہ کے مسلمانوں کا نقشہ پیش کرتی ہیں بلا کم و کاست "ہندی مسلمانوں" اور قیام پاکستان کا پس منظر بھی پیش کرتی ہیں۔ تو چاہیۓ کہ ہم "پاکستانی مسلمان" اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کریں کہ اس نے ہم پر بے پایاں احسانات کئے ہیں اور خلوص و اخلاص اور جاں نثاری کے ساتھ "انقلاب محمدی" کے لئے سرگرداں ہوں۔

نعمان خان نے اسمائے حسنٰی بیان کئے۔ قرآن کالج لاہور کے طلباء حافظ محمد نعیم اور خواجہ عرفان اسلم نے "استحکام پاکستان" کے موضوع پر تقاریر کیں۔ اس ماہ "دعوت فورم" میں "پاکستان کوئز" کا انعقاد ہوا۔ کوئز مقابلہ میں محمد افضل' سید فاروق احمد اور حافظ محمد جمیل نے حصہ لیا۔ حاضرین جلسہ سے بھی معلوماتی سوالات پوچھے گئے۔

جناب مرزا ایوب بیگ نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ "تنظیم اسلامی لاہور جنوبی کے امیر غازی محمد وقاص نے دعوتی پروگراموں میں انقلاب برپا کر دیا ہے۔ وہ ہر وقت نت نئے پروگرام متعارف کراتے رہتے ہیں۔ مقامی تنظیم کی سطح پر پہلی بار عوامی سطح کے پروگرام ترتیب دیئے گئے ہیں جو ایک خوش آئند پیش رفت ہے۔ تنظیم کی دعوت کے پھیلاؤ میں مثبت طریقوں سے تنوع پیدا کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ استحکام پاکستان کے لئے وقت کا اہم تر تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنے کردار و عمل میں پختگی پیدا کریں۔ جب تک اسلام کے نظام عدل اجتماعی یعنی نظام خلافت کا قیام اور مخلص ترین قیادت' جو قول و عمل کے تضاد کا شکار نہ ہو' فراہم نہیں ہو جاتی' اس وقت تک "استحکام پاکستان" ممکن نہیں۔ ہم نظام خلافت کو قائم کر کے ہی اللہ کے حضور کئے ہوئے وعدے سے سرخرو ہو سکتے ہیں۔

مرزا ایوب بیگ نے کوئز مقابلہ کے مقررین میں انعامات تقسیم کئے۔ تحریک پاکستان کوئز میں اول انعام انجینئر محمد افضل اور دوسرا انعام سید فاروق احمد کو دیا گیا جبکہ حافظ محمد نعیم اور خواجہ محمد عمر خان کو خصوصی انعامات دیئے گئے۔ حاضرین میں سے جواد احمد' حامد رضا اور عثمان اختر انعام کے حقدار ٹھہرے۔ (رپورٹ : ابوالمہتاب چوہدری)

بقیہ : گوشۂ خلافت

الٰہی حضرت ابوبکر صدیق' عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے زمانے میں پورا ہو گیا —— لیکن اس کے بعد یہ وعدہ خلافت مسلمانوں کو بالواسطہ پہنچتا رہا اور مسلمان اپنے درمیان سمع و طاعت کے نظام کو انتہائی حد تک مضبوط کر کے اقتدار عارضی کو اس منصوبہ الٰہی کے مطابق چلاتے رہے۔ تاریخی اعتبار سے خلافت کے ادوار کچھ اس طرح ہیں۔

اطلاع برائے مبتدی رفقاء

تربیت گاہ برائے مبتدی رفقاء ۴ اکتوبر تا ۱۰ اکتوبر ۹۸ء قرآن اکیڈمی ۲۵۔ آفیسر کالونی ملتان میں منعقد ہو گی۔ شرکت کے خواہش مند رفقاء نوٹ فرمالیں۔

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد ۷، شمارہ ۳۶
سالانہ زر تعاون - /۱۷۵ روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ، لاہور
مقام اشاعت: ۳۶۔کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: ۵۸۶۹۵۰۱-۰۴۳

معاونین برائے مدیر:
○ مرزا ایوب بیگ ○ نعیم اختر عدنان
○ سردار اعوان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

مسلم اُمہ۔ خبروں کے آئینے میں (انتخاب: مرزا ندیم بیگ)

طالبان کا شیعہ حزب وحدت کے گڑھ بامیان پر قبضہ

طالبان نے حزب وحدت ملیشیا کے زیر کنٹرول مرکزی صوبہ بامیان پر قبضہ کر لیا ہے اور سرکاری فوجیں صوبہ کے دارالحکومت بامیان شہر پر بھی مکمل کنٹرول حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی ہیں، جبکہ ایک درجنوں ہیلی کاپٹر، جنگی جہاز، ٹینک، بکتر بند گاڑیاں اور بھاری اسلحہ بھی طالبان کے ہاتھ آیا ہے۔ تاہم بامیان شہر میں رہائش پذیر ایرانی اور حزب وحدت ملیشیا کی قیادت ایران فرار ہونے میں کامیاب ہو گئی ہے اور جاتے جاتے حزب وحدت کی فوجوں نے طالبان کے تیس قیدی بھی شہید کر دیئے۔ طالبان فوجوں نے بامیان کے دو ایئرپورٹس، جن میں ایک قدیم اور ایک جدید ایئرپورٹ شامل ہے، پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔ اس فتح کے بعد افغانستان کا ننانوے فیصد علاقہ طالبان کے قبضے میں آگیا ہے جبکہ صرف تقریباً ایک فیصد، جس میں صوبہ چاریکا کا آدھا علاقہ (وادی پنج شیر) شامل ہے، شمالی اتحاد کے اہم رہنما احمد شاہ مسعود کے قبضے میں ہے۔

امریکی میزائلوں کے حملہ میں ۱۵ یورپی نو مسلم بھی شہید

افغانستان میں اسامہ بن لادن کے کیمپوں پر امریکی کروز میزائلوں کے حملہ میں ہلاک ہونے والے ۲۳/ افراد میں سے پندرہ امریکی و یورپی نو مسلم بھی شامل تھے جو یہاں مذہبی اور عسکری تربیت حاصل کر رہے تھے۔ دی انٹرنیشنل اسلامک فرنٹ نے ۲۳ افراد کے ناموں کی فہرست کے ساتھ ایک بیان میں کہا ہے کہ ان میں سے ۱۵ کا تعلق برطانیہ، فرانس، جرمنی اور امریکہ سے تھا۔ انٹرنیشنل اسلامک فرنٹ کا دعویٰ ہے کہ وہ بن لادن عسکری گروپ کا سیاسی ونگ ہے۔

ملائشیا: مالیاتی بحران سے بچنے کیلئے امریکی فرم کی خدمات

ملائشیا کے وزیراعظم مہاتیر محمد نے مالیاتی بحران سے بچنے کے لئے امریکی فرم سالومن سمتھ بارنی کو حکومت کا مالیاتی مشیر مقرر کیا ہے۔ ملائشیا کو اپنے بینکاری کے نظام کو سنبھالا دینے کیلئے اس وقت سرمائے کی شدید ضرورت ہے۔ سرکاری حکام کا کہنا ہے کہ معاشی مسئلے کے حل پر تقریباً گیارہ ارب ڈالر لاگت آئے گی۔ اگر سالومن سمتھ بارنی نے یہ ساری رقم دنیا کے سرمایہ کاروں سے فراہم کر لی تو اس کا کمیشن ایک چوتھائی ارب ڈالر سے زیادہ ہو گا۔

کشمیر پر بھارت کی حکمرانی تسلیم نہیں کی جا سکتی، بنگلہ دیش

بنگلہ دیشی روزنامہ "انقلاب" نے مقبوضہ کشمیر میں مسلسل ظلم و ستم پر بھارت کی شدید مذمت کی ہے۔ اخبار میں شائع ہونے والے مضمون میں کہا گیا ہے کہ تاریخی لحاظ سے کشمیر پر بھارت کی حکمرانی کو کسی طرح بھی قانونی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اگر پاکستان اور بھارت نے اس مسئلہ پر برابری کی سطح پر غور نہ کیا تو جنوبی ایشیاء میں جنگ کے خطرات کو روکنا بڑی طاقتوں کے بس سے باہر ہو جائے گا۔

سعودی ولی عہد عالمی دورے پر، پاکستان بھی آئیں گے

سعودی ولی عہد شہزادہ عبداللہ بن عبدالعزیز عنقریب شروع ہونے والے اپنے عالمی دورہ کے دوران پاکستان بھی آئیں گے۔ وہ اپنے دورہ کے پہلے مرحلہ پر لندن پہنچے جس کے بعد وہ فرانس، امریکہ، جاپان، چین، جنوبی کوریا اور پاکستان جائیں گے۔ لندن روانگی سے قبل انہوں نے ایک بیان میں کہا کہ ان کے دورے کا مقصد اسلام کے بارے میں بعض غلط فہمیوں کو دور کرنا ہے۔ اسلام مذہبی جنونیت اور نسلی تعصب کو مسترد کرتا ہے۔ بعض اسلامی تحریکوں کی سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ بین الاقوامی سطح کے علاوہ مسلم ممالک میں بعض انتہائی سنجیدہ نوعیت کے واقعات رونما ہوئے ہیں جس کے باعث آج ایک ارب سے زائد انسانوں کا یہ مذہب کٹہرے میں کھڑا ہے۔

اسامہ بن لادن کی جاسوسی کے مشن پر مامور عالمی دہشت گرد قتل

اسامہ بن لادن کی جاسوسی کے مشن پر مامور پشاور کے ہوٹل میں مردہ پائے جانے والے عالمی دہشت گرد کارلوس کا تعلق جہاز رانی سے منسلک کروڑ پتی خاندان سے تھا۔ اس کا آخری مشن اسامہ بن لادن کے کیمپوں کی تصاویر تیار کرنا تھا۔ کارلوس نے اسامہ بن لادن کے کیمپوں کی رپورٹ تیار کرنے کے لئے دو مرتبہ افغان سرحد عبور کرنے کی کوشش کی مگر پاکستان کے خفیہ اداروں نے اسے حراست میں لے لیا۔ سرکاری ذرائع کے مطابق اس کی موت پراسرار انداز میں ہوئی۔

عراقی حکومت کو معائنہ کمیشن سے تعاون ختم کرنے کا اختیار مل گیا

عراقی پارلیمنٹ نے عراقی قیادت کو اس بات کا اختیار دے دیا ہے کہ وہ اس وقت تک اقوام متحدہ کے معائنہ کمیشن کے ساتھ تعاون نہ کرے جب تک سلامتی کونسل عراق پر عائد پابندیوں پر غور ملتوی کرنے کے بارے میں منظور کی گئی قرارداد واپس نہیں لے لیتی۔ عراقی پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر ایک قرارداد منظور کی ہے جس میں عراقی حکام کو یہ اختیار دے دیا گیا کہ وہ اقوام متحدہ کے مبصرین سے فوری طور پر تعاون ختم کر دے۔ عراق پر عائد تمام پابندیوں کا خاتمہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک معائنہ کمیشن تمام کیمیائی، حیاتیاتی اور ایٹمی ہتھیاروں کا خاتمہ اور لانگ رینج میزائل کی تباہی کا سرٹیفکیٹ نہیں دیتا۔ امریکہ اس معائنہ کمیشن کو پابندیوں میں توسیع کے لئے بطور حربے کے استعمال کر رہا ہے۔

فلسطینی کمانڈر ابوانداال کوما میں چلے گئے

فلسطینی گوریلا لیڈر ابوانداال آج کل قاہرہ کے ایک ہسپتال میں زندگی کے آخری ایام گزار رہے ہیں۔ اپنی علیحدہ جماعت بنانے والے فتح ریولیوشنز کونسل کے سربراہ ابوانداال گزشتہ کئی دنوں سے کوما کی حالت میں ہیں۔